26
32 31

بیاد
حضرت مولانا
مفتی محمودؒ

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی
دامت برکاتہم

شمارہ
۳۱ - ۳۲

مصالحت کا مقدمہ
علما اور کارکنوں کی عدالت میں

۵ اور
۱۲ اگست
۱۹۸۳ء

۲۵ شوال
اور
۲ ذی قعدہ
۱۴۰۳ھ

قیمت
۳/- روپے

ابوعمار زاہد الراشدی

آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ایک بار پھر سوچ لیجئے

جمعیۃ علماء اسلام کے متوازی گروپ کے ساتھ مصالحت کے سلسلہ میں مولانا حبیب گل صاحب کی زیر قیادت ہونے والی سرگرمیوں کی ایک سرسری رپورٹ زیر نظر شمارہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جہاں تک جماعتی اختلافات سے ہونے والے نقصانات اور اس کے مضمرات کا تعلق ہے اس سے دونوں اطراف کے کسی ذی شعور کو انکار نہیں ہو سکتا اور انہی نقصانات و مضمرات کو سامنے رکھتے ہوئے مصالحت و مفاہمت کے اس عمل کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگرچہ ہماری طرف سے مصالحت و مفاہمت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور قائد جمعیۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے مصالحتی کمیٹی کے سربراہ مولانا حبیب گل صاحب کے نام اپنے تازہ ترین مکتوب میں واضح کر دیا ہے کہ کمیٹی کے تمام فیصلوں پر مکمل عملدرآمد کی موثر ضمانت کی صورت میں ہم اب بھی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت اور مصالحتی پروگرام کی تکمیل میں تعاون کے لیے تیار ہیں لیکن متوازی گروپ کی طرف سے کوئٹہ کے اجلاس کے بعد مصالحت کا دروازہ بند کر دینے اور مصالحتی کمیٹی سے اپنے نمائندے واپس بلانے کا جو اعلان ہوا ہے اس کے پیش نظر اب بظاہر مصالحت کے عمل میں پیش رفت مشکل نظر آتی ہے اور یہ صورت حال بلا شبہ ملک بھر کے جماعتی احباب اور ہمارے بہی خواہ حضرات کے کرب و الم اور رنج و غم میں اضافہ کا باعث بنی!

کرب و الم اور صدمہ و بے چینی کے ان لمحات میں قافلہ ولی اللہی سے وابستہ ہر عالم دین اور اس کے مقدس مشن کے لیے قربانی کا جذبہ رکھنے والا کارکن اپنے مستقبل کے عمل اور کردار کے بارے میں آخری فیصلہ کے موڑ پر کھڑا ہے اور سوچ رہا ہے کہ اس کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہوگا۔

اس سوچ میں رنج و الم ہے، غم و غصہ ہے، جذبات کی شدت ہے اور اضطراب بھی ہے لیکن اس نازک مرحلہ میں ہم تمام جماعتی احباب، علماء کرام اور کارکنوں سے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ایک دفعہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور و فکر کر لیں تاکہ ان کا فیصلہ قومی تقاضوں اور قافلہ ولی اللہی کی شاندار روایات سے ہم آہنگ ہو اور یہ فیصلہ نتائج کے لحاظ سے نقصان کا باعث نہ بنے۔

اس مرحلہ میں بہت سے بزرگ اور دوست یقیناً یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اس سارے جھنجھٹ سے ہی جان چھڑا لی جائے اور دونوں فریقوں سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی جائے ایسا سوچنے والے حضرات سے ہم بالخصوص یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ ان کی سوچ نہ تو مثبت ہے اور نہ عملی انہیں ایک بار پھر غور و فکر کی زحمت فرمانی چاہیئے۔

اصولی اختلاف ہر دور میں رہا ہے اور خود ہمارے اکابر میں رہا ہے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اور تحریک آزادی کے قائد تھے لیکن انہی کے دور کے دارالعلوم کے مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیاسی سوچ ان کے بالکل متضاد تھی۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ کی سیاسی سوچ، عمل اور جدوجہد میں زمین و آسمان کا فرق تھا لیکن ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے اپنے اپنے راستہ پر سب بزرگ گامزن رہے اور جس بزرگ نے ان میں سے کسی بزرگ کے موقف کو صحیح سمجھا کسی جھجک کے بغیر اس کا ساتھ دیا۔ تعاون کیا اور اس کے لیے محنت کی۔

آج بھی ہم ایسے مرحلہ سے دوچار ہیں۔ ہمارے اختلافات میں بنیادی امر یہ ہے کہ متوازی گروپ کے ذمہ دار حضرات مولانا میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ العالی واضح طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ایم آر ڈی میں شرکت کی جائے یا نہ کی جائے دوسرے لفظوں میں ہمارے خیال سے اس مسئلہ کی نوعیت یہ ہے کہ پیپلز پارٹی اور دیگر لادین عناصر کے ساتھ دینی مقاصد کو بنیاد بنائے بغیر محض جمہوریت کے لیے اتحاد ہماری روایات اور دینی تشخص کے منافی ہے اس لیے موجودہ حالات میں اس اتحاد میں شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک اصولی اختلاف ہے اسے شخصیات کا ٹکراؤ قرار دے کر یا ذاتی عنوان دے کر اس کی اصولی حیثیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے علماء اور کارکنوں کو اس سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہیئے۔

جو حضرات صدق دل اور دیانتداری کے ساتھ اس اتحاد میں شرکت کو صحیح سمجھتے ہیں ان کے لیے صحیح راستہ یہی ہے کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم اس میں شامل ہو کر اس کے لیے مخلصانہ کوشش کریں۔

لیکن جن حضرات کی سوچ، فکر اور نظریہ

باقی صفحہ آخر پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۴ اگست، ایم۔ آر۔ ڈی اور مجوزہ سیاسی ڈھانچہ

۱۴ اگست کی آمد آمد ہے اور اس سال آزادی کا یہ دن جن موہوم خدشات اور مبہم توقعات کے جلو میں آرہا ہے ان کے باعث ملک کے ہر شہری کے ذہن میں ۱۴ اگست ایک سوالیہ عنوان کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

ایک طرف صدر جنرل محمد ضیاء الحق چھ سال کے طویل انتظار کے بعد عوام کو اقتدار میں شریک کرنے کے لیے نئے سیاسی ڈھانچے کا مژدہ سنانے والے ہیں اور دوسری طرف ایم۔ آر۔ ڈی کے نام سے قائم ہونے والا سیاسی جماعتوں کا اتحاد جمہوریت کی بحالی کے لیے سول نافرمانی کے آغاز کے لیے پر تول رہا ہے۔

صدر جنرل محمد ضیاء الحق چھ سال قبل پاکستان قومی اتحاد کی عظیم تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہزاروں پاکستانی نوجوانوں کے خون کی قربانی کے بعد اس وعدہ کے ساتھ برسراقتدار ہوئے تھے کہ وہ ۹۰ دن کے اندر عام انتخابات کرا کے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کو منتقل کر دیں گے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مستحکم بنیاد فراہم کریں گے مگر ۹۰ دن کی بجائے چھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے نہ تو عام انتخابات کے لیے راہ ہموار ہوئی ہے اور نہ ہی اسلامی نظام کے عملی اور موثر نفاذ کی طرف کوئی پیش رفت ہوئی ہے اور دونوں مقاصد کے ضمن میں مارشل لاء حکومت کے بار بار کے وعدوں سے عوام کے اعتماد کو اس قدر دھچکے لگ چکے ہیں کہ اب ایسے کسی بھی وعدہ پر تواب کا سا گمان ہونے لگتا ہے یہ بات درست ہے کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے جس جذبے اور وعدے کے ساتھ اپنے اقتدار کا آغاز کیا تھا اگر اس کا تسلسل قائم رہتا تو جمہوریت کی بحالی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل کچھ زیادہ دور نہ تھی اور پاکستان قومی اتحاد نے اسی جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے سیاسی کیریئر کو داؤ پر لگاتے ہوئے بھی مارشل لاء حکومت سے تعاون کیا تھا۔ لیکن یہ خوش فہمی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد مملکت کا نظام اور معاملات کی باگ ڈور پھر انہی ہاتھوں میں نظر آنے لگی جو قیام پاکستان کے بعد سے اب تک مسلسل اس ملک کے پالیسی ساز حکمران ہیں۔ اور وقت کے تقاضوں کے مطابق مختلف چہرے سامنے کر کے ان کی اوٹ میں اپنے مقاصد اور پروگرام کی تکمیل میں مصروف رہتے ہیں سرکاری محاذ پر بیوروکریسی اور پبلک محاذ پر گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے مفاد پرست عناصر قیام پاکستان کے بعد سے ملک کی پالیسیوں اور اصل اقتدار پر قابض ہیں اور بدقسمتی سے بدیشی حکمرانوں کے پیدا کردہ ان دونوں طبقات کے ذہنوں میں اب بھی قومی سوچ اور وطنی تقاضوں کی بجائے بیرونی قوتوں کی تابعداری اور بڑی طاقتوں سے مرعوبیت کے جراثیم نہ صرف موجود بلکہ روز افزوں ہیں اور گزشتہ

بیاد حضرت مولانا مفتی محمودؒ

ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور پاکستان

جلد ۲۶ شمارہ ۳۱-۳۲

جمعۃ المبارک ۲۵ شوال و ۲ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

ناشر عبید اللہ انور مطبع افضل شریف پرنٹرز رنگ محل لاہور۔ ۸

نگران اعلیٰ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ

ابو عمار زاہد الراشدی

مدیر

زاہد بلند شہری

بدل اشتراک

سالانہ : ۸۰ روپے

ششماہی : ۴۰ روپے

سہ ماہی : ۲۰ روپے

قیمت فی پرچہ ۲ روپے

رابطہ کے لیے

ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور ۸

یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

برس میں (چند مستثنیات کو چھوڑ کر) ملک کی اندرونی و بیرونی پالیسیوں پر یہی سوچ مسلط رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج وطن عزیز آزادی کے ۳۶ برس گذار لینے کے باوجود اس صورت حال سے دوچار ہے کہ فرنگی حکمرانوں کو رخصت ہوئے ۳۶ برس ہوگئے ہیں لیکن پاکستان کے عوام ابھی تک شہری آزادیوں اور بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔

ملک میں نصف درجن کے قریب دستور نافذ ہونے کے باوجود دستور کے نفاذ کا مسئلہ ابھی تک الجھن کا شکار ہے۔ اور ۷۳ء کا متفقہ دستور مکمل طور پر نافذ کرنے کی بجائے طے شدہ امور کو دوبارہ اٹھا کر ملک میں ایک بار پھر دستوری بحران پیدا کیا جا رہا ہے۔

قیام پاکستان کے بنیادی مقصد یعنی اسلامی نظام کے نفاذ کا مسئلہ ہنوز روز اول کا سا منظر پیش کر رہا ہے بلکہ موجودہ بیوروکریسی کے ذریعہ اسلامی قوانین کا ادھورا نفاذ کر کے دینی قوتوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے اور اسلامی نظام کی بدنامی کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔

خارجہ پالیسی کا جھکاؤ بتدریج ایک طرف بڑھ رہا ہے اور اس نازک ترین مسئلہ میں علاقائی تعاون کے حصول اور عالم اسلام کے اتحاد کے لیے محنت کرنے کی بجائے عالمی طاقتوں کی رسہ کشی میں شریک ہونے کو ترجیح دی جا رہی ہے اور علاقائی سیاست کے مستقبل میں پاکستان کے کردار جیسے نازک مسئلہ کو پاکستانی عوام اور سیاستدانوں کو اعتماد میں لیے بغیر پس پردہ مذاکرات کے ذریعہ طے کیا جا رہا ہے۔

معیشت کے محاذ پر ہندو سرمایہ داروں کی جگہ مسلم سرمایہ داروں نے لے لی ہے اور اب فرق صرف یہ ہے کہ مسلمان محنت کشوں اور مزدوروں کا خون ہندو سرمایہ داروں کی بجائے مسلمان سرمایہ دار اور جاگیردار چوس رہے ہیں ایک کارخانہ کے مالک اور مزدور، ایک دفتر کے افسر اور چپراسی، ایک کھیت کے مالک اور کاشتکار اور ایک فرم کے ڈائریکٹر اور عام ملازم کے درمیان معیار زندگی کا ہوش ربا تفاوت اور گلبرگ اور کچی آبادیوں کے معیار زندگی میں سامنے نظر آنے والا واضح فرق چھوٹے طبقوں میں مایوسی کے احساسات کو روز بروز مضبوط کر رہا ہے اور مایوسی کے اس خمیر سے وہ مجبور و مقہور آوازیں اٹھ رہی ہیں جنہیں کمیونزم در آنے کے لیے سگنل قرار دیا جا رہا ہے لیکن ان آوازوں پر توجہ دینے کی بجائے ان کو دبا کر کمیونزم کو روکنے کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں۔

مہنگائی حد سے بڑھ گئی ہے متوسط طبقہ بالخصوص تنخواہ دار طبقہ کے لیے اپنے اخراجات کو آمدنی کے دائرہ میں رکھنا ممکن ہی نہیں رہا۔ بدعنوانی بڑھ رہی ہے رشوت میں اضافہ ہو رہا ہے اور چھ برس تک مسلسل اسلام اسلام پکارنے والی حکومت سے ابھی تک یہ نہیں ہو سکا کہ لیبر پالیسی کے عنوان سے تنخواہ دار اور محنت کش طبقہ کے لیے کچھ سہولتیں فراہم کر کے ان کی مشکلات کو کم کرنے کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

یہ تو سرکاری کیمپ کا ایک سرسری نقشہ ہے دوسری طرف ایم۔آر۔ڈی کے کیمپ پر ایک نظر ڈال لیں۔ سیاسی جماعتوں کا یہ اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد وجود میں آیا اور اس نے جمہوری عمل کی بحالی اور ۷۳ء کے آئین کی عملداری کو اپنا مقصد قرار دیا لیکن اس اتحاد کی قیادت سیاسی جدوجہد کا نقشہ طے کرتے وقت اس بات کو بھول گئی کہ۔

اس ملک کے عوام نے جب بھی قربانی دی ہے دین کے نام پر دی ہے اور دینی جذبہ سے دی ہے اس لیے کوئی ایسی تحریک عوام کی حمایت حاصل نہیں کر سکتی جس کے بنیادی مقاصد میں اسلام کو اولیت حاصل نہ ہو۔

پاکستان کے عوام گذشتہ حکومت کے دور میں مسلسل سات برس تک اپنی آنکھوں سے اور اپنے جسموں پر پیپلز پارٹی کی جمہوریت دشمنی اور مردم آزاری کے جو مناظر و مظاہر دیکھ چکے ہیں ان کو یاد رکھتے ہوئے جمہوریت کی کسی تحریک میں پیپلز پارٹی کا وجود انہیں بجا طور پر کھٹکتا ہے اور وہ اس پارٹی کے رویہ میں دو ٹوک فرق کا اعتماد حاصل کیے بغیر اس کی موجودگی میں کسی تحریک میں شریک ہونے کے لیے تیار نہیں۔

ان حقائق کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایم۔آر۔ڈی کی جدوجہد مقاصد کے لحاظ سے ادھوری رہ گئی اور قیادت کے بارے میں عوام کا اعتماد حاصل نہ کر سکی اور بجائے اس کے کہ وہ ۷۳ء کے آئین کی عملداری اور جمہوری عمل کی بحالی کے لیے پیش رفت کرتی اپنی غیر حقیقت پسندانہ حکمت عملی کے باعث مارشل لاء حکومت کی طوالت اور تقویت کا ذریعہ بن گئی۔

زاہد بلند شہری

سری لنکا
بھارتی سازش کا نیا شکار

گزشتہ ہفتے بحر ہند کے جزیرے اور جنوبی ایشیا کے اہم ملک جمہوریہ سری لنکا (سابقہ سیلون) میں نسلی فسادات کے ملک گیر واقعات میں غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق دو ہزار سے زائد افراد ہلاک اور ہزاروں بے گھر ہو گئے۔ پورا ملک امن کی بحالی کی خاطر ہنوز "کرفیو" کی پابندی میں گھرا ہوا ہے۔

سری لنکا ہندوستان کے جنوبی صوبے تامل ناڈو کے پہلو میں واقع ہے۔ اس کی آبادی چند لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ چاراطراف سے پانی سے گھرا ہوا قبل از مسیح کا آباد جزیرہ ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی شخصیات یا (بقول ان کے) معبود اسی جزیرے میں گزرے ہیں جبکہ عالمگیر بدھ مت اور اس کے بانی "گوتم بدھ" کی جنم بھومی بھی یہی سری لنکا ہے۔

سری لنکا میں بدھ مت کے ماننے والوں کی اکثریت ہے۔ مسلمان، ہندو اور عیسائی بھی خاصی تعداد میں رہتے ہیں۔ لیکن وہاں لوگوں کی تقسیم مذہب کے اعتبار سے نہیں بلکہ نسل کے اعتبار سے ہے۔ سنہالی نسل کے لوگ اکثریت میں ہیں۔ سری لنکا کی آزادی سے اب تک کسی قسم کا کوئی فساد سننے میں نہیں آیا۔ لیکن اب

ایسا کیوں ہوا؟

اکثریتی نسل "سنہالی" کا کہنا ہے کہ تامل بولنے والوں نے برسہا برس سے سری لنکا کی تمام معیشت اور صنعت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ سنہالیوں کی ترقی کے راستے مسدود کر دیے ہیں اور یوں تامل قوم اقلیت میں ہونے کے باوجود اکثریت کے حقوق غضب کر رہی ہے

سنہالیوں کا یہ کہنا اپنی جگہ بجا ہے لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں، البتہ اس مسئلے پر فسادات اور خوں ریزی نئی بات ضرور ہے۔ ان فسادات کے بارے میں سری لنکا کے وزیر اطلاعات نے کہا کہ

"یہ فسادات بیرونی سازش کا نتیجہ ہیں۔"

یہ بیرونی سازش کیا ہے، کون کر سکتا ہے اور کس کے ذریعے ہو رہی ہے اس کی تفصیل میں جائے بغیر یہ جان لینا کافی ہے کہ سری لنکا کا ہمسایہ "بھارت" ہے اور سری لنکا میں رہنے والے تامل باشندوں کی ہمدردیاں ہندوستان کے ساتھ ہیں جس کا ماضی دنیا کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس نے کبھی اپنے ہمسایہ کو امن و چین سے نہیں رہنے دیا۔

سری لنکا میں جب سے جے۔ وردھنے منتخب ہو کر ایوان اقتدار میں آئے ہیں بھارتی حکومت سری لنکا سے درون خانہ کچھی کچھی رہنے لگی ہے۔ علاوہ ازیں مسٹر جے۔ وردھنے کی حکومت سابقہ بندرانائیکے حکومت کے برعکس آزادانہ طور غیر جانبدار خارجہ پالیسی پر کاربند ہے جو کم از کم بھارت ایسے توسیع پسند ملک کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس کے عزائم دنیا کے سامنے عیاں ہو چکے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت کشمیر، حیدرآباد دکن، جوناگڑھ اور مناوادور پر غاصبانہ قبضے کے بعد اس کی خواہش تھی کہ پاکستان، بھوٹان، نیپال، سری لنکا اور سکم ایسے چھوٹے اور کمزور ملک اس کی تیار کردہ "راہنما خارجہ پالیسی" پر عمل پیرا ہوں اور معاشی طور پر اس کے طفیلی بن کر رہیں۔

اپنی اسی بات کو ہی منوانے کی غرض سے وہ متعدد بار غیر ملکی راہنمائی اور اسلحی امداد کے سہارے پاکستان پر جارحیت کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اکیتل پر کھلم کھلا جارحیت ہوتے دیکھ کر سری لنکا نیپال، سکم اور بھوٹان نے قوموں کی صف میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنے کی بجائے اسی میں عافیت سمجھی کہ خاموش رہا جائے، لیکن بھارت کے توسیع پسند جارح "بنیوں" کو ان کی خاموشی بھی نہ بھائی اور انہوں نے ان ملکوں میں اپنے سیاسی ایجنٹوں اور زرخریدوں کے ذریعے مختلف عنوانات کے تحت کئی حربے آزمائے تاکہ اس کے سہارے متعلقہ ملک میں مداخلت کا کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کیا جا سکے۔ بھارت کے ہمسایہ ملکوں میں بھارت کی جاسوسی سرگرمیوں اور ان

ملکوں میں امن و امان کی صورت حال بگاڑنے کا اعتراف بھارت کے سابق وزیر اعظم مسٹر مرارجی ڈیسائی بھی کر چکے ہیں۔ مشرقی پاکستان کا سانحہ بھارتی سازش اور اپنوں کی غلطیوں کا شاخسانہ تھا۔ سقوط ڈھاکہ کا واقعہ بھارت کے پڑوسی ملکوں کے لیے خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں تھا اور نہ ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے ممکنہ تحفظ کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ پاکستان گو کہ بھارت کے مقابلے میں ہر اعتبار سے آٹھ گنا چھوٹا ملک ہے لیکن اب اپنا دفاع کرنا خوب جان گیا ہے۔ یہی بات بھارت کو کھٹکتی ہے۔

ادھر بھارت کے شمال میں واقع ایک چھوٹی سی ریاست سکم کے شاہ چوگیال نے جب اقوام متحدہ میں بحیثیت آزاد ملک سکم کی رکنیت کے لیے کوششوں کا آغاز کرنے کے بارے میں سوچا، تو بھارت کے نام نہاد "امن پسندوں" نے وہاں اپنے زرخریدوں کے ذریعے خونریز ہنگامے اور فسادات کے ذریعہ شاہ چوگیال کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرا دیا اور یوں ایک پڑوسی ملک میں "امن و امان بحال کرنے کی خاطر" فوجی مداخلت کے ذریعے سکم کو بھارت کا ایک صوبہ قرار دیدیا۔ سکم کے پڑوسی اور بھارت کے شمال میں واقع ایک اور ملک نیپال نے سکم کو ہڑپ کیے جانے کے بعد چین اور پاکستان سے مختلف شعبوں میں تعلقات گہرے کرنے شروع کر دیے۔ باہمی تعاون کے لیے فضا ہموار کی۔ نیپال نے مختلف شعبوں میں پاکستان اور چین سے فنی اور مالی تعاون حاصل کیا۔ یوں نیپال کو اطمینانی کیفیت حاصل ہوئی اور وہ اپنے کو کوہ ہمالیہ کی آغوش میں برف سے ڈھکا ہوا ایک ٹکڑا سمجھنے کی بجائے آزاد اور خود مختار ملک تصور کرنے لگا۔ پاکستان اور چین کی اہم شخصیتوں کے متعدد عہدیداروں کے دوروں میں نیپال نے بین الاقوامی معاملات اور مسائل میں پہلی بار آزادانہ اظہار رائے کیا۔

افغان مسئلہ، کمپوچیا میں غیر قانونی حکومت اور مشرق اوسط میں اسرائیلی توسیع پسندی پر کھل کر پاکستان اور چین کے موقف کی حمایت کی۔ نیپال کی تاریخ گواہ ہے کہ اس سے قبل نیپال نے اتنی جرأت سے کام نہیں لیا۔ بھارت کے جنوبی ملک سری لنکا میں مسٹر جے۔ وردھنے نے اپنے دور اقتدار میں سری لنکا کو ایک "خوف زدہ" ملک کی بجائے آزاد اور بے باک خارجہ پالیسی اپنا کر بین الاقوامی طور پر قوموں کی صف میں اہم مقام پر کھڑا کیا ہے۔

سری لنکا کی آزادانہ اور بیباکانہ خارجہ پالیسی بھارت کے توسیع پسندانہ بین الاقوامی آمروں کی آنکھوں میں شہتیر کی طرح کھٹکنے لگی ہے۔ بھارت اپنی اس "عملی ہزیمت" کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ حالیہ "تامل۔ سنہالی" نسلی فسادات شاید اسی منصوبے کی کڑیاں ہیں جیسا کہ سری لنکا کے حکمران بھی کہہ چکے ہیں کہ "یہ بیرونی سازش ہے"۔

فسادات شروع ہوتے ہی بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے اپنے وزیر خارجہ مسٹر پی وی نرسمہا راؤ کو سری لنکا بھیجا جنہوں نے مسٹر جے وردھنے سے فسادات پر گفت و شنید کی اور نرم الفاظ میں فوجی مداخلت کا اشارہ بھی دیا۔ انہوں نے کہا "اگر سری لنکا پسند کرے تو بھارتی حکومت اس کی درخواست پر امن و امان بحال کرنے کے لیے بھارتی فوج کے کچھ دستے بھیج سکتا ہے"۔

ادھر بھارت کے تامل قومیت کے حامل افراد کی اکثریت والے جنوبی صوبے "تامل ناڈو" میں جو سری لنکا کا پڑوسی بھی ہے حکمران سیاسی جماعت "ڈی۔ ایم۔ کے" کی اپیل پر سری لنکا کے خلاف مظاہرے اور احتجاج جاری ہیں جنہیں بھارت کی مرکزی حکومت کی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ بین الاقوامی اصول و ضوابط کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ مظاہرے اور ردعمل سری لنکا کے اندرونی معاملات میں کھلی مداخلت کے مترادف ہیں۔ جبکہ بھارت میں تقسیم ہند سے مسلمانوں اور ہریجنوں کو چنے کی طرح بھونا جا رہا ہے۔ انہیں ظلم و تشدد کی چکی میں پیس کر ان کا وجود ختم کرنے کی دیدہ دانستہ کوششیں جاری ہیں۔ اس نسل کشی اور مذہب کش مہم کی ہر سال سرکاری سطح پر تجدید کی جاتی ہے۔ اب تک ہزاروں مسلمان ہلاک اور لاکھوں بے گھر ہو چکے ہیں، لیکن پاکستان جو بھارت کا قریب ترین پڑوسی اور خالصتاً مسلمان ملک ہے، نے آج تک رسمی احتجاج تک نہ کیا اور اگر پاکستان کے اخبارات نے اپنے طور پر احتجاج بھی کیا تو بھارت کے "امن پسند" حامیوں کو برا لگا اور انہوں نے براہ راست حکومت پاکستان سے احتجاج کیا۔ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام امن و مساوات اور مردم آزادی کے دعویدار ملکوں اور تنظیموں کا یہی حال ہے کہ بھارت کے سامنے صرف احتجاج اپنی زبان پر لانا اس کے "اندرونی" معاملات میں مداخلت تصور کرتی ہیں خواہ اس کی وجہ کچھ ہی ہو، لیکن بھارت نے

معدودے چند فسادات پر سری لنکا میں فوجی مداخلت کی دھمکی دے کر یہ جتانے کی کوشش کی ہے کہ وہ اپنے مفاد کے لیے ہر کام کر گزرنے کو تیار ہے۔ بھارتی پارلیمنٹ میں سری لنکا کے فسادات پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے بھارتی وزیر خارجہ مسٹر پی۔وی۔نرسمہاراؤ نے کہا۔

"بھارت کے سامنے کئی راستے ہیں۔"

سیاسی بصیرت کے حامل حلقے بھارتی وزیر خارجہ کے اس بیان کے مضمرات سے بخوبی واقف ہیں۔

اسی دوران خبریں آئیں کہ سری لنکا میں بھارتی فوجی مداخلت کے خطرہ کے پیش نظر سری لنکا نے پاکستان، امریکہ، برطانیہ اور بنگلہ دیش سے فوجی امداد طلب کی ہے لیکن بعد ازاں خبروں

ایشیائی ممالک کی تنظیم کے وزارتی اجلاس میں شرکت کی غرض سے دہلی گئے ہوئے پاکستان اور بنگلہ دیش کے وزراء خارجہ نے ان خبروں کی سختی سے تردید کی ہے کہ سری لنکا نے ہر دو ممالک سے امداد طلب کی ہے نیز امریکی حکومت نے بھی تردید کر دی، لیکن برطانوی سفیر مقیم دہلی نے اس بات کی تصدیق کی کہ سری لنکا نے برطانیہ سے فوجی امداد کی خواہش کا اظہار کیا تھا، لیکن باقاعدہ درخواست نہیں دی۔

ان افواہوں اور برطانوی سفیر کی تصدیق کو نوٹس میں لاتے ہوئے بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے بھارتی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا

"سری لنکا اس خطہ میں کسی بیرونی طاقت کو ملوث نہ کرے"۔

حالانکہ بھارتی وزیر خارجہ کی دھمکی آمیز "فوجی امداد" کی پیش کش کے جواب پاکستان یا بنگلہ دیش نے (جو براہ راست سری لنکا کے پڑوسی اور بحر ہند کی وجہ سے بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں) کسی قسم کے رد عمل کا اظہار نہیں کیا۔

سیاسی مبصرین کے مطابق سری لنکا گزشتہ ۳ ماہ سے فرقہ وارانہ کشیدگی کا شکار چلا آرہا تھا لیکن شدت جولائی میں آئی۔ اس کی وجہ سری لنکا میں شر پسندوں اور علیحدگی پسند تامل باشندوں کو غیر ملکی امداد بتائی جاتی ہے۔ اس غیر ملکی امداد کا ذریعہ بھارت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

اپنے پڑوسی ملکوں میں امن و امان کی صورتحال خراب کرنا بھارت کی خارجہ پالیسی کا بنیادی حصہ ہے۔ سری لنکا میں بھارت کی یہی پالیسی

گذشتہ کئی برسوں سے کارفرما تھی اور اب نتیجہ سامنے آگیا ہے۔

بقیہ: اداریہ

ایم۔آر۔ڈی کی اپیل پر ۱۵ جولائی کے یوم سیاہ کا منظر دیکھا جا چکا ہے اور موجودہ حالات میں ۱۴ اگست یا اس کے بعد کا منظر بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف دکھائی نہیں دیتا اور بدقسمتی سے اس تمام صورت حال کا فائدہ صرف اور صرف مارشل لاء کو پہنچا ہے حالانکہ پاکستان کے عوام نہ مارشل لاء کے حق میں ہیں اور نہ ۷۳ء کے آئین کی عملداری اور جمہوری عمل کی بحالی کی جدوجہد سے گریزاں ہیں انہیں آج بھی اگر اسلام اور جمہوریت کے بارے میں مخلص اور نظریاتی قیادت میسر آجائے تو وہ ان دونوں مقاصد کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے ہم جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے رفقاء سے یہ عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ وہ عوامی جذبات و خیالات کو ایم۔آر۔ڈی کی حمایت و مخالفت کے پیمانے سے ماپنے کی بجائے حقائق کی روشنی میں ان کا جائزہ لیں اور رائے عامہ کی ترجمانی کرنے والے تمام قابل ذکر طبقوں کی متفقہ آواز کو قبول کرتے ہوئے۔

۱: ۷۳ء کے آئین کی غیر مشروط بحالی کا اعلان کریں۔

۲: جمہوری عمل کو بحال کر کے آزادانہ انتخابات کا جلد از جلد اہتمام کریں۔

۳: بنیادی دستوری مسائل کو از سر نو چھیڑ کر نیا دستوری بحران پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ۱۴ اگست کو پیش کیا جانے والا سیاسی ڈھانچہ عوامی جذبات و خواہشات کے اس دائرہ میں رہا تو یقیناً اس کا خیر مقدم ہو گا اور اس سے قومی سیاست میں مثبت اور نتیجہ خیز پیش رفت بھی ہو گی لیکن اگر بیوروکریسی اور ہر حکومت کے سامنے سجدہ ریز ہونے والے سیاسی مہروں کی سازش کا شکار ہو کر ان مسائل کو الجھانے کی کوشش کی گئی تو ایسا کوئی بھی عمل ملک میں ایک نیا بحران پیدا کرنے کا باعث ہو گا اور حکمرانوں کو یہ بات نوٹ کر لینی چاہیے کہ اب اس ملک میں جو تحریک اٹھے گی اس کی قیادت ایم۔آر۔ڈی کے سہل پسند، غیر منطقی، جذباتی اور انتہا پسند لیڈروں کے ہاتھ میں نہیں ہو گی۔ جنہیں نفسیاتی حربوں کے جال میں الجھایا جا سکے بلکہ اب وہ سیاسی قوتیں سامنے آئیں گی جو اسلام اور جمہوریت کے ساتھ نظریاتی وابستگی رکھتی ہیں اور اور ان دونوں مقاصد کے لیے جدوجہد کو ملی و دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اس کے لیے ہر قسم کی قربانی کے جذبہ و جوش سے معمور ہیں۔

زاہد بلند شہری ۹ اگست ۱۹۸۳ء

ابو عمار زاہد الراشدی

مصالحت کا مقدمہ

علماء اور کارکنوں کی عدالت میں

قائد محترم حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد جمعیۃ علماء اسلام میں پالیسی اور نظم ونسق کے امور پر جن اختلافات نے سر ابھارا تھا اور جن کے نتیجہ میں کچھ مہربان بزرگوں اور دوستوں نے متوازی گروپ کی تشکیل بھی کر رکھی ہے۔ حقائق پر مبنی اور لفاظی سے مبرا ان کی تفصیلات ہم ترجمان اسلام کی ایک گزشتہ اشاعت میں قارئین کے سامنے رکھ چکے ہیں۔ اس موقع پر ہم نے یہ عرض کر دیا تھا کہ اصولوں اور شاندار جماعتی روایات کی روشنی میں مصالحت ومفاہمت کی ہر کوشش کا ہماری طرف سے خیر مقدم ہو گا اور جماعتی وحدت کے قیام کے لیے اصول ونظریات کے سوا ہر چیز کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں۔

لیکن بدقسمتی سے دوسری جانب سے اس قسم کے جذبات کا اظہار کرنے میں ہمیشہ بخل سے کام لیا گیا اور جب بھی مصالحت ومفاہمت کی کوئی بات آگے بڑھی اسے عملاً ناکام بنانے میں اس جانب سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی

ہم اس سے قبل مفاہمت ومصالحت کے ان مراحل کا ذکر کر چکے ہیں کہ جامعہ مدنیہ لاہور میں ۱۰ رمئی ۸۱ء کو مرکزی عہدہ داروں کے بارے میں متفقہ سمجھوتہ طے پا گیا کہ ناظم عمومی حضرت مولانا عبید اللہ انور ہوں گے اور نائب ناظم عمومی کے طور پر مولانا فضل الرحمٰن کام کریں گے۔ اس مرحلہ میں مولانا محمد اجمل خان، مولانا غلام ربانی، مولانا قاضی عبد اللطیف اور راقم الحروف نے مرکزی مجلس عمومی کی طرف سے باقاعدہ منتخب ہونے کے باوجود اپنے عہدوں سے دستبردار ہو کر چاروں مرکزی نظامت کی سیٹوں پر دوسرے فریق کے راہنماؤں کے چناؤ کی راہ ہموار کی۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی نے یہ اجلاس جامعہ مدنیہ میں مجلس عمومی کے نام سے طلب فرمایا تھا اور اس میں کیے جانے والے فیصلوں کو دستوری اور اصولی طور پر تین برس تک قائم رہنا تھا لیکن فریق ثانی ایک سال بھی اس معاہدہ پر قائم نہ رہ سکا اور بالآخر متوازی گروپ کی تشکیل کر ڈالی

اسی طرح ایم۔آر۔ڈی کے بارے میں مولانا غلام ربانی، مولانا عبد الواحد، حاجی فقیر محمد خان، امیر نواز خان ایڈووکیٹ قاری نور الحق قریشی، میر صبح صادق کھوسو، اور راقم الحروف پر مشتمل چھ رکنی کمیٹی نے پانچ ارکان کے اتفاق سے ایم۔آر۔ڈی سے لاتعلقی کا اعلان کیا جس کی منظوری حضرت درخواستی دامت برکاتہم نے دے دی اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے نہ صرف اجتماعات اور اخبارات میں اس فیصلہ کو قبول کرنے کا اعلان کیا بلکہ نظر بندی تک اس پر پوری طرح عمل بھی کیا۔

لیکن متوازی دھڑے کے جذباتی عناصر کو ایم۔آر۔ڈی کا یہ فراق زیادہ دیر تک راس نہ آیا اور وہ چھ رکنی کمیٹی کے فیصلہ کو تہہ وبالا کرتے ہوئے دوبارہ ملیلائے ایم۔آر۔ڈی سے ہمکنار ہو گئے۔

ان سمجھوتوں اور ان خلاف ورزیوں کی تفصیلات سے ہم ترجمان اسلام کے ذریعے ملک بھر کے علماء اور جماعتی احباب کو آگاہ کر چکے ہیں اور اس مرحلہ میں مصالحت کے اس عمل کی تفصیلات قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں جن کا آغاز ہمارے پرانے بزرگ، معمر راہنما اور درد دل سے بہرہ ور عالم دین حضرت مولانا حبیب گل آف ٹل ضلع کوہاٹ نے کیا اور جو مختلف مراحل، فیصلوں اور خلاف ورزیوں سے گزرتا ہوا ایک بار پھر اس موڑ پر پہنچ گیا ہے کہ فریق ثانی نے اخباری اطلاعات کے مطابق کوئٹہ کے اجلاس میں مصالحتی عمل سے لاتعلقی کا فیصلہ کر لیا ہے جبکہ قائد جمعیۃ مولانا عبید اللہ انور نے مولانا حبیب گل کے نام تازہ ترین مکتوب میں فرمایا ہے کہ ہم مصالحتی کمیٹی سے لاتعلق نہیں ہوئے اور مصالحت

کے اصولی تقاضوں کے پورا ہونے کی صورت میں ہم اب بھی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لیے تیار ہیں۔

مصالحت کے اس عمل کا آغاز مولانا حبیب گل صاحب کے اس گرامی نامہ سے ہوا جو انہوں نے حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور کے نام تحریر فرمایا۔ اس کا متن یہ ہے۔

بخدمت جناب حافظ الحدیث حضرت
مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر
مرکزیہ نظام العلماء پاکستان
وحضرت مولانا عبیداللہ انور
ناظم اعلیٰ نظام العلماء پاکستان

(کالعدم جمعیۃ علماء اسلام) نظام العلماء پاکستان کے اختلافات رفع کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تجاویز پیش خدمت ہیں۔

۱۔ جمعیۃ کے دونوں گروپ یکجا ہو جائیں۔ دونوں گروپوں نے جو فیصلے کیے ہیں، وہ واپس لیے جاویں۔ اس طرح سے سابقہ مجلس عمومی، مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ قائم ہو جائیں گی۔

۲۔ انتظامی، سیاسی، جماعتی اور پالیسی امور پر اختلافات رفع کرنے کے لیے دونوں جانب کے پانچ پانچ افراد نامزد کیے جائیں اور ایک غیر متنازعہ فرد اس مجلس کا سربراہ ہوگا۔ فیصلہ اکثریت سے ہوگا۔ مساوی آراء کی صورت میں سربراہ کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

۳۔ اس مصالحتی کمیٹی کو دونوں گروپ کے ذمہ دار اصحاب تحریری طور پر مکمل اختیارات تفویض کریں گے۔ یہ اختیارات غیر مشروط ہوں گے۔

۴۔ مصالحتی کمیٹی کا فیصلہ کسی گروپ کے لیے پسند یا ناپسند پر موقوف نہیں ہوگا بلکہ فوری طور پر نافذ ہوگا اور یہ فیصلہ حتمی اور آخری ہوگا۔

۵۔ جمعیۃ کے دونوں گروپ ۲۰ اپریل ۸۳ء بروز بدھ سہ شنبہ تک اپنے پانچ ارکان کے نام دے دیں تاکہ ۲۱ اپریل بروز بدھ کو مصالحتی کمیٹی کا پہلا اجلاس اپنے سربراہ کی صدارت میں لاہور میں منعقد ہو۔

احقر
دستخط
مولانا حبیب گل عفی عنہ
ٹل ضلع کوہاٹ صوبہ سرحد
حال لاہور

اس فارمولہ کے اخبارات میں آنے کے بعد مولانا سید حامد میاں مدظلہٗ کی طرف سے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں بیان آیا جس کے مطابق:

"مولانا حامد میاں نے کہا ہے کہ گزشتہ جمعرات کو مولانا حبیب گل، مولانا رحمان گل، قادر بخش پراچہ اور جاوید پراچہ اس فارمولے پر بات کرنے میرے پاس آئے تھے اور میں نے ان کو بتا دیا تھا کہ اس پوزیشن پر واپس جانا ہمیں منظور نہیں۔"

(نوائے وقت لاہور
۱۱ اپریل ۸۳ء)

جبکہ حضرت مولانا عبیداللہ انور نے اپنے مفصل بیان میں مولانا حبیب گل کے فارمولا کا خیر مقدم کیا جس کا متن یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹ اپریل ۸۳ء کو کل پاکستان نظام شریعت کنونشن کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی نے حضرت مولانا حبیب گل صاحب آف کوہاٹ کا وہ مصالحتی فارمولہ منظور کر لیا ہے جس میں متوازی گروپ کے ساتھ جمعیۃ کی مصالحت کے لیے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ دونوں گروپ جمعیۃ کے تقسیم ہونے سے پہلے کی پوزیشن پر واپس جا کر اپنے اپنے بعد کے اقدامات واپس لے لیں اور باہمی اختلافات کے تصفیے کے لیے پانچ پانچ نمائندوں اور ایک غیر جانبدار بزرگ پر مشتمل گیارہ رکنی کمیٹی قائم کر کے اسے اختیار دے دیں اور اس کمیٹی کا فیصلہ دونوں گروپ تسلیم کریں، مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہماری مجلس عمومی کی طرف سے اس فارمولا کی منظوری کے واضح اعلان کے بعد نوائے وقت لاہور ۱۱ اپریل ۸۳ء کی ایک خبر کے مطابق متوازی گروپ کی طرف سے مولانا سید حامد میاں نے اسے نامنظور کر دیا ہے اور یہ اعتراض کیا ہے کہ ۱۰ شوال سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلے جانے کی صورت میں ان کے گروپ کے عہدہ دار ختم ہو جائیں گے جبکہ دوسرے گروپ کے عہدہ دار بحال رہیں گے حالانکہ یہ اعتراض بالکل بے موقع اور بے جا ہے کیونکہ ۱۰ شوال سے قبل کی پوزیشن پر واپس جانے کی صورت میں دونوں گروپوں کے عہدہ دار ختم ہو جائیں گے اور اس سے پہلے کی متفقہ مجلس عاملہ بحال ہوگی جس میں تین عہدہ دار ہمارے اور ۹ عہدہ دار مولانا حامد میاں گروپ کے ہوں گے اور یہ وہ مجلس عاملہ ہوگی جس کی منظوری خود مولانا حامد میاں کی موجودگی میں ۱۰ مئی ۸۱ء کو جامعہ مدنیہ لاہور میں حضرت مولانا خان محمد مدظلہٗ کی طلب کردہ مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس میں دی گئی اور جسے دستور کے مطابق کم از کم تین سال قائم رہنا ہے مگر کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ مولانا حامد میاں مصالحت و مفاہمت کی خاطر اس مجلس عاملہ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جسے خود ان کے بقول مرکزی مجلس عمومی نے تشکیل دیا ہے اور جس میں ان کے گروپ کو تین چوتھائی کی

اکثریت حاصل ہے۔

ہمارے نزدیک عہدوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ہم عہدوں کے حوالے سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے، بلکہ ہمارے نزدیک اصل مسئلہ پالیسی کا ہے اور ہمارے محترم رفقاء جماعتی پالیسی اور وحدت کے تحفظ کے لیے اس سے قبل بھی عہدوں سے دستبردار ہو چکے ہیں اور اب بھی میں اعلان کرتا ہوں کہ ہمیں عہدوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اگر مولانا سید حامد میاں مدظلہ اور ان کے رفقاء جمعیۃ دو حصوں میں عملاً تقسیم ہونے سے پہلے کی پوزیشن کو قبول کرتے ہوئے مذکورہ بالا متفقہ مجلس عاملہ کو تسلیم کر لیں اور ایم آر ڈی میں شمولیت کا فیصلہ واپس لے لیں، تو حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کے سوا ہمارے باقی تمام عہدہ دار مجھ سمیت اپنے عہدوں سے دستبردار ہو جائیں گے اور گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی کے فیصلہ کو غیر مشروط طور پر قبول کر لیں گے۔

حضرت درخواستی مدظلہ کا استثناء میں اس لیے کر رہا ہوں کہ وہ حضرت اقدس لاہوریؒ کی وفات کے بعد سے کم و بیش اکیس برس سے ہمارے متفقہ امیر چلے آ رہے ہیں اور ہمارا نظام صدارتی نہیں اماراتی ہے جس کے کچھ شرعی تقاضے ہیں اور اب تک کوئی شرعی تقاضہ ایسا سامنے نہیں آیا جسے حضرت درخواستی کی معزولی یا دستبرداری کی بنیاد بنایا جا سکے اور اگر دوسرے حضرات دیانتداری کے ساتھ ایسے کسی تقاضے کا وجود محسوس کرتے ہیں تو گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی میں اسے بھی زیر بحث لایا جا سکتا ہے، لیکن اس سلسلہ میں متفقہ طور پر کوئی بات طے ہونے سے پہلے امارت سے حضرت درخواستی کی معزولی یا دستبرداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مجھے امید ہے کہ مولانا سید حامد میاں اور ان کے رفقاء ہماری اس نئی پیشکش کی روشنی میں اپنے رویّہ میں لچک پیدا کریں گے اور جماعتی وحدت کی خاطر مولانا حبیب گل صاحب کے مصالحتی فارمولہ کو قبول کر لیں گے۔

دستخط

احقر عبیداللہ انور

ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

۱۴ اپریل ۱۹۸۳ء

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کے فیصلے کے اعلان کے بعد جب مولانا حبیب گل اور ان کے رفقاء بالخصوص حاجی قادر بخش صاحب آف کوہاٹ کی طرف سے دوسرے فریق پر دباؤ ڈالا گیا تو وہ اس فارمولا کو مشروط طور پر قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے اور حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تحریریں مولانا حبیب گل کے حوالے کیں۔

بسمہ تعالیٰ

میں بحیثیت امیر نظام العلماء اسلام پاکستان اجلاس شوریٰ منعقدہ ۱۹-۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء لاہور مولانا حبیب گل صاحب کی تجویز پہ قائم کردہ مصالحتی کمیٹی کے ہر فیصلے کو بشرطیکہ دوسرا فریق بھی مذکورہ کمیٹی کو یہی اختیارات دے دے بلا استثناء قبول کروں گا اور اس کا پابند ہوں گا۔ والسلام

دستخط

فقیر سراج احمد دین پوری

۲۰ اپریل ۸۳ء

۔۔۔۔۔

بسمہ تعالیٰ

بخدمت جناب حضرت مولانا

حبیب گل صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مجوزہ مصالحتی فارمولے کو مجلس شوریٰ نظام العلماء اسلام پاکستان نے [illegible] طور منظوری دی ہے۔ نظام العلماء کے دونوں گروپ موجودہ پوزیشن میں رہتے ہوئے آپ کے فارمولے کے مطابق مصالحت کے لیے پانچ پانچ نمائندے مقرر کریں۔ یہ دس ارکان ایک غیر متنازعہ شخصیت کو بالاتفاق اپنا سربراہ مقرر کریں اور اس طرح یہ گیارہ رکنی کمیٹی جماعتی دستور کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے جو حتمی اور آخری ہوگا اور کسی فریق کو انحراف کا حق نہیں ہوگا۔ البتہ کمیٹی پر یہ لازم ہوگا کہ وہ ۲۶ اپریل تک اپنا فیصلہ صادر کر دے۔ یہ کمیٹی با اختیار ہوگی جس کے لیے دونوں گروپوں کے امراء پیشگی توثیق دیں گے۔

ہماری طرف سے حسب فارمولہ درج ذیل پانچ ارکان کمیٹی کے لیے نامزد کیے جاتے ہیں۔

۱۔ امیر حسین شاہ گیلانی

۲۔ امیر نواز ایڈووکیٹ

۳۔ حاجی نصیر محمد خان صاحب

۴۔ مولانا محمد خان صاحب

۵۔ حافظ محمد یوسف صاحب ایڈووکیٹ

دستخط

ابوالمنیر محمد شاہ امروٹی

۲۰-۴-۸۳

از طرف مجلس شوریٰ

نظام العلماء اسلام پاکستان

بذریعہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی

جبکہ حضرت درخواستی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کی طرف سے مندرجہ ذیل تحریریں مولانا حبیب گل صاحب کے سپرد کی گئیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں بحیثیت امیر نظام العلماء

پاکستان (جمعیۃ علماء اسلام) مرکزی مجلس شوریٰ و مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ ۸-۹ اپریل ۸۳ء بمقام لاہور کے فیصلوں کے مطابق مولانا حبیب گل صاحب کے فارمولا کو بشرطیکہ دوسرا فریق بھی اسے قبول کرتے ہوئے کمیٹی کو یہی اختیارات دیدے بلا استثناء قبول کروں گا اور اس کا پابند رہوں گا نیز میں نے مولانا عبید اللہ انور سے کہہ دیا ہے کہ وہ کمیٹی کے لیے پانچ ارکان نامزد کر دیں تاکہ کمیٹی جلد از جلد اپنا کام مکمل کر سکے۔ والسلام

دستخط

الفقیر الی اللہ
محمد عبد اللہ درخواستی
(امیر نظام العلماء پاکستان)
۲۱-۴-۸۳

٭٭٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب حضرت مولانا
حبیب گل صاحب مدظلکم العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی؟

آپ کے مجوزہ مصالحتی فارمولا کو نظام العلماء پاکستان (کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام) کی مرکزی مجلس شوریٰ مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ ۸-۹ اپریل ۸۳ء بمقام لاہور میں مکمل طور پر منظور کر لیا گیا ہے اور اس فیصلہ کے مطابق مندرجہ ذیل پانچ حضرات ہماری طرف سے کمیٹی میں با اختیار نمائندے ہوں گے:

۱۔ حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب
لاہور
۲۔ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب
رحیم یار خان
۳۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب
حیدر آباد
۴۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی
چنیوٹ
۵۔ جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب
گوجرانوالہ

فارمولا کی منظوری اور پانچ نمائندوں کے تقرر کی باضابطہ اطلاع پیش خدمت ہے۔ والسلام

دستخط

(مولانا) عبید اللہ انور
ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان
۲۲-۴-۸۳

دونوں طرف کے بزرگوں کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں اور اس پہلو پر خصوصی توجہ فرمائیں کہ ہماری طرف سے فارمولا کو مکمل اور غیر مشروط طور پر منظور کیا گیا جبکہ دوسری طرف سے

۱۔ دھڑے بندی سے قبل کی متفقہ پوزیشن پر واپس جانے کی شق کو مسترد کر دیا اور

۲۔ کمیٹی کو ۲۶ اپریل تک فیصلہ کا پابند بنانے کی شرط عائد کر کے مصالحتی کوششوں میں رکاوٹ ڈالنے کا حیلہ تلاش کیا گیا۔

اس صورتحال میں مولانا حبیب گل نے مصالحت کے داعی اور فارمولا کے مرتب کی حیثیت سے مصالحتی کمیٹی کا اجلاس اپریل کے آخر میں طلب فرمایا جو دو روز تک مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ اور جامعہ مدنیہ میں جاری رہا۔ کمیٹی کے افتتاحی اجلاس میں دوسرے فریق کی طرف سے اس بات پر اصرار کیا گیا کہ مصالحتی فارمولا میں ان کی طرف سے کی گئی ترامیم کو قبول کیا جائے، تو وہ مصالحت کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے تیار ہیں ورنہ اصل فارمولا کے مطابق مصالحت کے عمل کو چلانا ان کی طرف سے ممکن نہیں۔

ہمارے لیے یہ بات بالکل آسان تھی کہ چونکہ دوسرے فریق نے مصالحتی فارمولا کو مکمل طور پر منظور نہیں کیا، اس لیے جب تک وہ اسے غیر مشروط طور پر قبول نہ کرے، ہم مصالحتی بات چیت میں شریک نہیں ہوں گے، لیکن ہم نے یہ راستہ اختیار نہیں کیا، بلکہ مصالحت کے عمل کو آگے بڑھانے کے جذبہ سے اس غیر معقول شرط اور فارمولا کی روح کو ختم کر دینے والی ترمیم کو بھی قبول کر لیا اور فریق ثانی کے شدید اصرار کے بعد ہماری طرف سے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی، مولانا محمد اجمل خان، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا غلام ربانی، مولانا عبد الحق اور راقم الحروف کے دستخطوں کے ساتھ یہ تحریر مولانا حبیب گل صاحب کے سپرد کی گئی کہ

"دونوں گروپوں کے موجودہ پوزیشن پر رہتے ہوئے ہم کمیٹی کے فیصلہ کو مکمل طور پر تسلیم کریں گے، مگر اختلافی امور میں کوئی فریق کمیٹی کے فیصلہ تک کسی قسم کا نیا اقدام یا بیان بازی نہیں کرے گا اور کمیٹی ۲۶ اپریل تک فیصلہ نمٹانے کی پابند ہوگی۔"

اس کے بعد وہ حضرات مصالحتی کمیٹی کے کام کو باقاعدہ طور پر شروع کرنے پر رضامند ہوئے اور مولانا حبیب گل صاحب کو متفقہ طور پر کمیٹی کا سربراہ چن لیا گیا۔

کمیٹی کا اجلاس دو روز تک مسلسل ہوتا رہا لیکن کسی فیصلہ تک نہ پہنچ سکا اور اجلاس ۱۵ مئی تک ملتوی کر دیا گیا۔ ۱۵ مئی کو کمیٹی کا اجلاس دوبارہ مولانا حبیب گل صاحب کی صدارت میں ہوا اور دو دن کی طویل بحث و تمحیص کے بعد بالآخر ایک سمجھوتے پر دونوں

... گئے جس پر مولانا حبیب گل ... ہماری طرف سے مولانا منظور احمد ... مولانا حامد علی رحمانی، چوہدری ... علی اور راقم الحروف نے دستخط کیے۔ مولانا حامد علی رحمانی، حضرت مولانا ... ربانی کی نمائندگی کر رہے تھے جبکہ چوہدری شوکت علی، حضرت مولانا محمد اجمل خان کی جگہ شریکِ اجلاس تھے جو عمرہ کے لیے تشریف لے جا چکے تھے۔

اور دوسرے فریق کی طرف سے مولانا محمد خان شیرانی، مولانا امیر حسین گیلانی، حاجی فقیر محمد خان اور امیر نواز خان ایڈووکیٹ نے دستخط کیے۔ سمجھوتے کا متن درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

... اسلام کے دونوں گروپوں کے درمیان مصالحت کے لیے حضرت مولانا حبیب گل مدظلہ کی سربراہی میں قائم ہونے والی گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی ... غور و خوض کے بعد اس ... فیصلے پر پہنچی ہے کہ :

... دونوں گروپوں کے درمیان اختلافی امور کے تصفیے کے لیے مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۱ شوال ۱۴۰۳ھ مطابق یکم اگست ۸۳ء بروز پیر صبح آٹھ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوگا۔ اجلاس کا ایجنڈا مولانا حبیب گل صاحب جاری کریں گے۔ وہی مجلس عمومی سے ایجنڈا کے مطابق فیصلہ لیں گے اور اجلاس کے اختتام تک ... کی صدارت فرمائیں گے۔

... کا ایجنڈا یہ ہوگا۔

... جمعیت تمام مرکزی عہدیداروں ... ب

... مجلس ... کا تعین۔

... مجلس عمومی کی متفقہ فہرست مولانا سید امیر حسین گیلانی اور زاہد الراشدی پر مشتمل سب کمیٹی مرتب کرے گی۔

۳۔ مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس تک ایم۔ آر۔ ڈی میں شرکت کا فیصلہ معطل رہے گا اور فریقین ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے کلیتہً گریز کریں گے۔

۴۔ ایم۔ آر۔ ڈی یا کسی دیگر جماعت کی طرف سے جمعیۃ کے بنیادی مقاصد کے خلاف بیان آنے کی صورت میں اس کا جواب باہمی مشورہ سے دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ایم۔ آر۔ ڈی کی حمایت یا مخالفت میں بیان بازی سے گریز کیا جائے گا۔

۵۔ انتخابی طریق کار کے تعین اور کوئی اختلاف پیدا ہو جانے کی صورت میں اس کا فیصلہ گیارہ رکنی کمیٹی کرے گی۔

۶۔ دونوں فریقوں کے امیروں کے دستخط ہو جانے کے بعد یہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔

یہ سمجھوتہ دونوں فریقوں کے سربراہوں حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی کی خدمت میں توثیق کے لیے بھیجا گیا اور دونوں بزرگوں نے اس پر دستخط فرما دیے۔ حضرت درخواستی مدظلہ العالی نے دستخط سے قبل "والصلح خیر" کے قرآنی الفاظ بھی تحریر فرما دیے جبکہ حضرت دین پوری مدظلہ العالی نے مبینہ طور پر سادہ دستخط کیے۔

حضرت دین پوری مدظلہ العالی کے دستخطوں کے حوالے سے اختلافی نوٹ کی کہانی بھی اخبارات میں آئی جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے، لیکن اس موقع پر دستخط غیر مشروط طور پر سامنے آئے۔

اور دونوں گروپوں کے سربراہوں کی طرف سے توثیق کے بعد مولانا حبیب گل صاحب، مولانا امیر حسین گیلانی اور راقم الحروف نے جامعہ مدنیہ لاہور میں مشترکہ پریس کانفرنس کر کے اس سمجھوتے کا اعلان کیا۔

اس سمجھوتے کے اعلان پر ملک بھر کے جماعتی احباب نے اطمینان کا سانس لیا اور ہمارے بہی خواہوں نے بھی مسرت محسوس کی کہ علماء حق کا قافلہ وقتی انتشار کے بعد ایک بار پھر وحدت کی راہ پر گامزن ہو گیا، لیکن قافلۂ ولی اللہی کے ارکان کا یہ اطمینان پھر شکوک و شبہات کی نذر ہو گیا جب خود تشکیل گروپ کے مرکزی ناظم اول مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ نے مصالحتی فیصلہ کو مسترد کرنے کا اعلان فرما دیا اور روزنامہ جنگ لاہور میں ۲۱ مئی ۸۳ء کو ان کا یہ بیان شائع ہوا :

(مشرقی)

کالعدم جمعیت العلماء اسلام

ایم۔ آر۔ ڈی۔ میں اپنا کردار ادا کرتی رہے گی

جمعیۃ کی مصالحتی کمیٹی کے فیصلے کی کوئی حیثیت نہیں، میں اسے تسلیم نہیں کرتا : امروٹی

سکھر (نمائندہ جنگ) کالعدم جمعیۃ العلماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) کے ایڈیشنل سیکرٹری جنرل مولانا محمد شاہ امروٹی نے کہا ہے کہ وہ مولانا حبیب گل کے مصالحتی فارمولے کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ ہماری مجلس شوریٰ نے مولانا حبیب گل کو مصالحتی

کمیٹی کا گیارہواں ممبر تسلیم نہیں کیا تھا۔

آج مقامی سول ہسپتال میں انہوں نے اخباری نمائندوں سے کہا کہ کالعدم جمعیۃ اور میاں سراج احمد دین پوری، نائب امیر مولانا حامد میاں اور سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے بھی اس مصالحتی فارمولے کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے اور ان حضرات سے ان کا مسلسل رابطہ قائم ہے۔ انہوں نے کہا وہ کالعدم جمعیۃ ایم۔آر۔ڈی کے سلسلے میں یکم اگست تک حمایت یا مخالفت کچھ بھی نہ کرنے کے بارے میں مصالحتی کمیٹی کے فیصلے کو رد کرتے ہیں اور ان کی جماعت ایم آر ڈی میں اپنا کردار بدستور ادا کرتی رہے گی۔

انہوں نے کہا کہ جو فیصلہ ۲۶ اپریل کو ہونا تھا اس کو مؤخر کرکے ۱۶ مئی کو فیصلہ کے سلسلے میں نہ تو شوریٰ سے، نہ مجلس عاملہ سے اور نہ ہی مجلس عمومی سے اجازت لی گئی تھی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

دوم مولانا درخواستی کو فیصلہ کرنے کی دستاویز پر دستخط ۲۶ اپریل سے پہلے کرنے تھے جو انہوں نے ۱۶ مئی کے بعد کیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مصالحتی کمیٹی ایک تو دونوں گروپوں اور ان کے امیروں کو قائم رکھتی ہے اور دوسری طرف ہمارے گروپ کو اپنی پالیسی تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پالیسی تسلیم کرنے کا اختیار صرف مجلس عمومی کو ہے اور چند افراد اس میں تبدیلی کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر دوسرا گروپ اپنا یہی موقف برقرار رکھنا چاہتا ہے، تو مستقل علیحدگی کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔

ایم آر ڈی کے سیکرٹری جنرل خواجہ خیر الدین نے کہا ہے کہ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کا فضل الرحمٰن گروپ بدستور ایم آر ڈی میں شامل ہے اور اس سلسلے میں گزشتہ روز اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ خواجہ صاحب نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ گزشتہ شب لاہور میں ان کی گفتگو جمعیۃ کے رہنما مولانا حامد میاں سے ہوچکی ہے۔ مولانا حامد میاں کے مطابق جمعیۃ کے درخواستی گروپ سے مصالحتی معاہدہ ۲۶ اپریل تک ہونا تھا چونکہ اس تاریخ تک گیارہ رکنی کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش نہیں کی، لہٰذا یہ معاہدہ اب قائم نہیں ہے۔ خواجہ خیر الدین نے کہا کہ ایم آر ڈی میں انتشار پیدا کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہوچکی ہیں۔

مولانا امروٹی کے علاوہ [illegible] اخبارات کی طرف سے بھی مصالحتی سمجھوتے کے خلاف بیانات اخبارات میں آئے لیکن ہم نے ان کا جواب دینے کی بجائے ان کے بیانات کی نقول صدر جمعیۃ کے چھٹی کے ساتھ مولانا صاحب کو ارسال کر دیں۔

منجانب ابو عمار زاہد الراشدی
رکن مصالحتی کمیٹی، نظام العلماء پاکستان

باسمہ سبحانہ

مخدومنا المکرم حضرت مولانا حبیب گل صاحب مدظلکم العالی،
صدر مصالحتی کمیٹی نظام العلماء
پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی؟

گذارش ہے کہ مصالحتی کمیٹی کی طرف سے جمعیۃ کے دونوں دھڑوں میں مفاہمت و اتحاد کے لئے متفقہ فارمولہ کے اعلان کے بعد ملک بھر میں جماعتی احباب، کارکنوں، علماء کرام اور ہمارے بہی خواہوں نے اطمینان کا سانس لیا تھا کہ حق پرست علماء کی یہ عظیم قوت مستقل طور پر تقسیم ہونے سے بچ گئی ہے، لیکن ہمیں نہایت افسوس، صدمہ اور دکھ کے ساتھ آپ کو ان بیانات اور خبروں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں جو ایک فریق کی طرف سے متفقہ فارمولے پر دستخط ہوجانے کے باوجود مسلسل اخبارات کی زینت بن رہے ہیں اور جن میں سمجھوتے کی بنیادی روح کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ مصالحتی عمل کی پیشرفت کو مشکل بنانے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ ایم آر ڈی سے تعلق کے بارے میں متفقہ فیصلہ کی تعبیر اور مصالحتی کمیٹی کے فیصلہ کی قانونی حیثیت کا جس انداز میں ان بیانات میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ مصالحت کے اس عمل کو ناکام بنانے کے مترادف ہے، لیکن اس کے باوجود ہم نے ان بیانات کے جواب میں قومی پریس تک جانے کی بجائے براہ راست آپ کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ان قابل اعتراض بیانات کی ایک کاپی آپ کو ارسال کر کے ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ مصالحتی کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے ان بیانات کا نوٹس لیں اور ان بیانات کی اشاعت سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا قومی پریس کے ذریعے ازالہ فرمائیں۔

ایم آر ڈی کے بارے میں فیصلہ کی تعبیر کے ضمن میں یہ عرض کرنا میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ متفقہ طور پر دستخط شدہ سمجھوتے کے الفاظ

"مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس تک ایم آر ڈی میں شرکت کا فیصلہ معطل رہے گا"

کے مطابق اصولی طور پر [illegible] سے معطل ہوگیا ہے جس [illegible]

[illegible]

کسی بھی نوعیت کی شرکت کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا، لیکن ہم نے اس اصولی مؤقف سے بھی پیچھے ہٹ کر آپ کی اس تعبیر کو قبول کر لیا ہے جو آپ نے لاہور کی پریس کانفرنس میں فرمائی تھی اور جس کے مطابق ہمارے ان دوستوں کو ایم آر ڈی کی کنوینر شپ سے دستبردار اور اجلاسوں اور پروگراموں سے لاتعلق ہو جانا چاہیے تھا، لیکن وہ حضرات اس کے لیے تیار نظر نہیں آتے جیسا کہ بیانات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

ہم اپنا شکوہ اور اعتراض آپ کی خدمت میں پیش کر کے آپ کے جواب اور وضاحت کے منتظر ہیں۔

والسلام۔

خاکپائے اکابر

دستخط

زاہد الراشدی

۲۲-۵-۸۳

کاپی برائے:

۱۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب
ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان
(متوازی گروپ)

۲۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی
رکن سب کمیٹی مصالحتی کمیٹی
نظام العلماء پاکستان

مولانا امروٹی کے اخباری بیانات کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور وہ سمجھوتے کو مسلسل مسترد فرماتے رہے تا آنکہ انہوں نے عمرہ پر روانگی سے قبل سکھر میں پریس کانفرنس کر کے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ

"ہم نے مصالحتی کمیٹی اور اس کے فارمولا کو بالکل مسترد کر دیا ہے اور اس میں شامل پانچ ارکان کو بھی واپس بلا لیا ہے۔"

انہوں نے کہا کہ جمعیۃ کے دونوں گروپوں میں اتحاد صرف پالیسی اختلافات کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے۔ مولانا درخواستی چاہتے ہیں کہ ہم ایم آر ڈی چھوڑ دیں کیونکہ اس میں کالعدم پیپلز پارٹی کا نام شامل ہے، لیکن ہم ایم آر ڈی کو قطعی نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر ایم آر ڈی کالعدم پیپلز پارٹی کا دوسرا نام ہے تو بھی ہم اسے چھوڑنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہیں۔

(جسارت کراچی ۲۴ مئی)

مولانا امروٹی نے سول ہسپتال سکھر کے اسپیشل وارڈ میں ایک پریس کانفرنس میں خود اس فیصلے کو مسترد کرنے کے علاوہ حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ کی طرف سے بھی فیصلہ کو مسترد کرنے کا ان الفاظ سے اعلان کر دیا کہ

"کالعدم جمعیۃ کے امیر مولانا سراج احمد دین پوری نے بھی اس مصالحتی فارمولے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور میں بھی اس فارمولے کو کسی طور پر تسلیم نہیں کروں گا۔"

(نوائے وقت ۲۵ مئی)

جبکہ راقم نے اس موقع پر جو بیان جاری کیا وہ درج ذیل ہے۔

"مولانا حبیب گل کی سربراہی میں گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی نے کالعدم جمعیۃ کے دونوں دھڑوں میں مصالحت کے لیے جو متفقہ فارمولا طے کیا ہے ہم اسے پوری طرح کاربند ہیں۔"

(جنگ لاہور)

ان کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن نے بھی ایم آر ڈی کی وکالت اور اس کے حق میں بیانات کا سلسلہ جاری رکھا اور روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ مئی میں ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ان کی ایک تقریر کی رپورٹ شائع ہوئی جس میں انہوں نے فرمایا کہ

"ایم آر ڈی میں اگرچہ کمزوریاں ہیں تاہم اس کی ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایم آر ڈی کے آئندہ اجلاس میں چند مفید تجاویز پیش کریں گے۔ اگر انہیں تسلیم کر لیا گیا تو ایم آر ڈی کا مؤثر ہونا یقینی ہو جائے گا۔"

ہماری طرف سے خاموشی کے باوجود متوازی گروپ کی طرف سے مصالحتی فیصلوں کی خلاف ورزی اور انہیں مسترد کرنے کا سلسلہ جاری رہا اور ہم نے ان کے بیانات کی نقول تین قسطوں میں مولانا حبیب گل صاحب کو ارسال کر کے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس صورتحال کی وضاحت کریں۔ چنانچہ مولانا حبیب گل صاحب نے کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے درج ذیل بیان اخبارات کے نام جاری فرمایا۔

از طرف حبیب گل،
صدر مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
ٹل۔ ضلع کوہاٹ
۲۵-۵-۸۳

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مصالحتی کمیٹی کے اعلان کے بعد جہاں جماعتی کارکنوں نے اطمینان و خوشی کا اظہار کیا وہاں حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی دامت برکاتہم سکھر ہسپتال سے حالت مرض میں جو بیانات اخبارات میں شائع کروا رہے ہیں، جماعت کے مخلص کارکنوں کو ان سے تشویش لاحق ہو رہی ہے۔ حضرت امروٹی صاحب کا اعتراض ہے کہ دس ارکان نے اپنے سربراہ کا انتخاب نہیں کیا ہے اور فیصلہ چونکہ ۲۶ اپریل کے بعد ہوا ہے اس لیے قابل قبول نہیں ہے۔

امر اول کے بارے میں عرض ہے کہ

دس اراکین نے متفقہ طور پر مجھے سربراہ مقرر کیا تھا۔

امر دوم کے بارے میں عرض ہے کہ ۱۲ اپریل سے گیارہ رکنی کمیٹی چند روز متواتر اختلافی امور پر بحث و مباحثہ کرتی رہی۔ بالآخر آئندہ اجلاس ۱۵ مئی پر مؤخر کر دیا گیا تاکہ اراکین اپنے ذمہ دار حضرات سے صلاح مشورہ کر سکیں۔

۱۵ مئی کو پہلا اجلاس شیرانوالہ میں اور ۱۶ مئی کو جامعہ مدنیہ میں ہوا۔ درخواستی گروپ امیر کے انتخاب کو غیر متنازعہ سمجھتے تھے اور ایم آر ڈی میں شمولیت گوارہ نہیں کرتے تھے۔ فریق ثانی امیر سمیت سب عہدیداروں کا انتخاب چاہتے تھے اور ایم آر ڈی میں شمولیت کا فیصلہ مجلس عمومی سے کرانا چاہتے تھے۔ آخری مرحلہ پر فضل الرحمن گروپ نے تحریری طور پر تسلیم کیا ہے کہ اگر فریق ثانی امیر سمیت جملہ عہدیداروں کے انتخاب کو تسلیم کرتا ہے تو وہ مجلس عمومی کے اجلاس تک ایم آر ڈی میں شمولیت کا تعطل قبول کریں گے اور مذکورہ تحریر جناب مولانا حامد میاں صاحب مدظلہ العالی اور مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ العالی نے خود ملاحظہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد مصالحتی فارمولا حضرت مولانا امیر حسین گیلانی اور حضرت مولانا زاہد الراشدی نے مرتب کیا جس پر مجھ سمیت موجود اراکین نے اپنے دستخط ثبت کیے۔ بعد ازاں ہر دو امراء صاحبان (حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی) نے اس فارمولہ کو منظور کرتے ہوئے اپنے دستخط ثبت کیے۔ اب اس متفقہ فارمولا کو حضرت امروٹی صاحب یا چند دیگر حضرات کس طرح اور کن اختیارات کی بنا پر مسترد کرتے ہیں۔

میں موصوف کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا اولین مقصد جماعتی اتحاد اور آپس کے اعتماد کو قائم و برقرار رکھنا ہے نہ کہ مزید اختلاف پیدا کرنا

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

اب جبکہ مجلس عمومی کے یکم اگست کے اجلاس کے لیے فہرستوں کی ترتیب اور طریقہ کار مرتب کرنے کے لیے ۹ جون کو مصالحتی کمیٹی کا اجلاس لاہور میں طلب کیا گیا ہے یہ غیر مناسب بیان بازی بند ہونی چاہیئے۔

میں آخیر میں دونوں گروپوں کے امراء صاحبان کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے کارکنوں کو مخالفانہ بیانات شائع کرانے سے منع فرما دیں۔

دستخط
احقر حبیب گل عفی عنہ
صدر مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اس فضا میں مصالحتی فیصلہ کے مطابق مرکزی مجلس عمومی کی متفقہ فہرست مرتب کرنے کے لیے مولانا سید امیر حسین گیلانی اور راقم الحروف پر مشتمل دو رکنی سب کمیٹی کا اجلاس ۲۰ مئی کو دفتر جمعیۃ رنگ محل لاہور میں طلب کیا گیا جس کے لیے راقم الحروف نے ۲۶ مئی کو خطوط ارسال کیے اور باہمی مشورہ سے مولانا غلام اکبر سلیمانی، سید مقبول حسین صاحب ترمذی، میاں محمد عارف ایڈووکیٹ اور جناب اکرام القادری کو بھی معاونت کے لیے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی، لیکن ۳۰ مئی کو صبح سے دوپہر بارہ بجے تک انتظار کے باوجود نہ تو گیلانی صاحب خود تشریف لائے اور نہ کوئی پیغام ارسال فرمایا۔ صرف اکرام القادری صاحب آئے اور ان سے بات چیت بھی غیر رسمی امور تک محدود رہی

طویل انتظار کے بعد جب اوکاڑہ فون پر گیلانی صاحب سے رابطہ کیا گیا، تو وہ گھر میں موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بچے کی علالت کی وجہ سے نہیں آسکا۔

فون پر ہی ان سے طے پایا کہ پرسوں یکم جون کو آزاد کشمیر جاتے ہوئے وہ گوجرانوالہ تشریف لائیں گے تو ابتدائی نشست کر کے طریق کار متعین کریں گے

چنانچہ یکم جون کو مولانا امیر حسین گیلانی نماز فجر کے وقت گوجرانوالہ آئے۔ راقم الحروف کے پاس پہنچے غسل فرمایا اور پھر اپنے چھوٹے بھائی سید سلیمان شاہ صاحب کی عیادت کے لیے سول ہسپتال تشریف لے گئے۔ راقم الحروف اور ضلعی جمعیۃ کے ناظم عمومی ڈاکٹر غلام محمد بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اتفاق سے میرے چھوٹے بھائی قاری محمد اشرف خان ماجد بھی سول ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ ہم نے مشترکہ طور پر دونوں کی عیادت کی اور واپس ہوئے۔ راستہ میں گیلانی صاحب نے فرمایا کہ آپ جامع مسجد چلیں۔ میں ایک عزیز کے یہاں سے بریف کیس لے کر آتا ہوں ناشتہ آپ کے پاس کروں گا اور پھر بیٹھیں گے۔ ہم جامع مسجد میں دوپہر تک انتظار کرتے رہے مگر مولانا گیلانی نے تشریف آوری کی زحمت گوارہ نہ فرمائی۔ چند روز بعد لاہور میں ملاقات ہوئی تو فرمایا میری طبیعت خراب ہوگئی تھی، اس لیے میں دوبارہ آپ کے پاس نہیں آسکا۔

اس پس منظر میں مصالحتی کمیٹی کا اجلاس ۹ جون کو جامعہ مدنیہ لاہور میں مولانا حبیب گل صاحب کی صدارت میں ہوا جس میں "سب کمیٹی" کی رپورٹ پیش کی گئی اور ایک فریق کے ذمہ دار راہنماؤں کی طرف سے متفقہ فیصلہ کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور اسے مسترد کرنے کی صورتحال زیر بحث آئی۔

بھی ایک ایسا موقع تھا کہ اگر ہم اس مسئلہ میں سختی کرتے تو مصالحت کا عمل ٹوٹ جانے کے خطرات نمایاں تھے، لیکن ہم نے خالصتاً مصالحانہ جذبہ کے ساتھ لچک دار رویّہ اختیار کیا اور دوسرے فریق کی طرف سے پیش کردہ حضرت مولانا میاں سراج احمد دینپوری مدظلہٗ کی دو تحریروں کو وضاحت اور یقین دہانی کے طور پر قبول کر لیا۔

اس موقع پر اس فریق کی طرف سے خلاف ورزیوں پر یہ توجیہہ پیش کی گئی کہ مولانا امروٹی اور ان کے رفقاء کو صحیح صورتحال کا علم نہیں تھا اور ان کے بیانات غلط فہمی کی بنا پر آئے ہیں، اب ان سے بات ہو گئی ہے اور آئندہ ان کی طرف سے خلاف ورزی کا بیان نہیں آئے گا۔

حضرت مولانا دین پوری مدظلہ نے اپنے رفقاء کے نام درج ذیل پیغام جاری فرمایا۔

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مولانا حبیب گل صاحب کے مصالحتی فارمولا کے متعلق پانچ رکنی کمیٹی کا تقرر ہوا تھا۔ ان حضرات نے اپنی مخلصانہ کوششیں شروع کر دی تھیں جس کا آخری اجلاس ۱۱ شوال کو مقرر کیا گیا ہے جس میں مجلس عمومی انتخابات از سرِ نو کرے گی اور پالیسی پر آخری اور حتمی فیصلہ صادر کرے گی۔

لہٰذا میں تمام اراکین جمعیۃ کو مؤدبانہ التماس کروں گا کہ تمام ممبران مجلس عمومی اس اجلاس کو کامیاب فرمادیں اور اپنے مقرر کردہ حضرات پر پورا اعتماد فرمادیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حالات میں ہمیں عظیم کامیابی ہے۔ آپ حضرات کو حضرت مولانا حبیب گل صاحب کی بھرپور کوششوں پر اعتماد کرنا چاہیے۔ مولانا اس پیرانہ سالی میں اپنی فراست سے جمعیۃ کو ایک عظیم طاقت بنانے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماویں۔

آپ کا مخلص دعاگو

دستخط

فقیر سراج احمد بقلم خود غفرلہٗ

دین پوری

۲۲ شعبان ۱۴۰۳ھ

۵ جون ۱۹۸۳ء

اور قاری شیر افضل کے نام مولانا دین پوری مدظلہ نے درج ذیل خط جاری کیا۔

بگرامی خدمت برادرم جناب

قاری شیر افضل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج گرامی

چونکہ جمعیۃ نے گیارہ رکنی کمیٹی کو اختیارات تفویض کیے تھے اور اس کے مطابق وہ اپنی کوششیں کر رہے ہیں لہٰذا ہمیں ان کے فیصلے تک اپنے بیانات سے گریز کرنا چاہیے، لہٰذا خدمت عالیہ ہے کہ آنجناب بھی اپنے بیانات متعین مدت تک بند رکھیں اور ایم آر ڈی کی رسمی میٹنگس میں شرکت نہ فرمایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ کی پابندی سے ہماری جمعیۃ کو کافی فوائد حاصل ہوں گے۔ آپ کلیتہً اپنے ساتھیوں پر [illegible] فرمادیں۔ والسلام مع الاکرام

آپ کا مخلص دعاگو

(دستخط) فقیر سراج احمد بقلم خود غفرلہٗ دینپوری

۲۲ شعبان ۱۴۰۳ھ

۵ جون ۱۹۸۳ء

ان تحریروں کے سامنے آنے کے بعد ہماری طرف سے مخالفانہ بیانات پر زور نہیں دیا گیا اور اجلاس میں یہ طے پایا

- آئندہ خلاف ورزی سے گریز کیا جائے گا اور سمجھوتے کی مکمل پابندی ہوگی۔
- مرکزی مجلس عمومی کے چاروں صوبوں کے ارکان کے اجلاس الگ الگ ہوں گے۔ بلوچستان کے ارکان کا اجلاس یکم اگست کو کوئٹہ میں، سندھ کے ارکان کا اجلاس ۴ اگست کو سکھر میں، پنجاب کے ارکان کا اجلاس ۶ اگست کو لاہور میں اور سرحد کے ارکان کا اجلاس ۸ اگست کو پشاور میں ہوگا۔
- رائے شماری عہدیداروں کے انتخاب اور پالیسی پر خفیہ ہوگی اور اعلان تک نتائج کو مکمل طور پر خفیہ رکھا جائیگا۔
- [illegible] مجلس عمومی کی فہرست ۱۵ رمضان المبارک تک تمام متعلقہ لوازمات کے ہمراہ مولانا حبیب گل کو پہنچادے گی۔
- بلوچستان کی نمائندگی اس کی جمع شدہ رقم کی بجائے کل ممبرشپ کی بنیاد پر ۸۴ کی بجائے ۱۳۰ ارکان پر مشتمل ہوگی اور دوسرے صوبوں اور اضلاع کو بھی سہولت دی جائے گی کہ اگر ان کے پاس ممبرشپ کی پُرشدہ کاپیاں موجود ہوں جنہیں وہ جمع نہ کرا سکے ہوں تو وہ کاپیاں مع [illegible] جمع کرا دیں۔ اس صورت میں انہیں مکمل ممبرشپ کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے گی۔

یہ فیصلے ۹ جون کو ہوئے جبکہ حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالیٰ کی طرف سے عملدرآمد کی یقین دہانی کی تحریر ۵ جون کی تحریر فرمودہ ہے لیکن ۹ جون کو ہی روزنامہ جنگ لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی کہ

"کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ

مولانا سراج احمد دین پوری نے ایم آر ڈی کے سیکرٹری جنرل خواجہ خیر الدین کے نام ایک خط میں یقین دلایا ہے کہ کالعدم جمعیۃ علماء اسلام ایم آر ڈی کے تمام پروگراموں میں بھرپور حصہ لے گی اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کی جدوجہد میں شانہ بشانہ شریک ہوگی، ادھر کالعدم جمعیۃ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عبد الرزاق عزیز نے اس اطلاع کی تردید کر دی ہے کہ مولانا سراج احمد دین پوری نے قاری شیر افضل کو کوئی ایسا خط لکھا ہے جس میں انہیں ایم آر ڈی کے اجلاس میں شرکت سے روکا گیا ہے۔"

اس کے بعد ۱۰ جون کو کراچی میں ایم آر ڈی کے صوبائی کنونشن کا انعقاد تھا۔ ہم نے ۹ جون کو مصالحتی کمیٹی کے لاہور کے اجلاس میں دوسرے فریق اور کمیٹی کے سربراہ کو آگاہ کر دیا تھا اور مولانا حبیب گل نے دوسرے فریق کے ذمہ دار حضرات کو تاکید بھی کر دی تھی کہ کراچی کے احباب کو اس کنونشن میں شرکت سے روک دیں، لیکن اس کے باوجود ۱۰ جون کو ایم آر ڈی کا صوبائی کنونشن جامعہ ربانیہ کراچی میں ہوا جس کے مہتمم مولانا نور الہدیٰ امیر جمعیۃ (متوازی گروپ) کراچی ہیں۔ مولانا نور الہدیٰ نے ہی صدارت فرمائی اور مقررین میں سردار شیر باز خان مزاری اور دیگر راہنماؤں کے ساتھ قاری شیر افضل کا نام بھی شامل ہے۔

۱۰ جون کو ہی مولانا فضل الرحمٰن کا بیان روزنامہ جنگ میں شائع ہوا جس میں انہوں نے واضح طور پر فرمایا کہ:

"ایم آر ڈی کی بنیاد چونکہ مفتی محمود مرحوم نے رکھی تھی، لہٰذا اسے پروان چڑھانے کے لیے کالعدم جمعیۃ علماء اسلام عملی تعاون کرے گی۔"

کراچی کے کنونشن اور مولانا فضل الرحمٰن کے نئے بیان کے بعد سب کمیٹی کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے ۱۱ جون کو مولانا سید امیر حسین گیلانی اور جناب اکرام القادری گوجرانوالہ تشریف لائے۔ راقم الحروف نے ان دونوں امور پر احتجاج کیا اور کہا کہ ۵ جون کو پارٹی کے سربراہ کی طرف سے تحریری یقین دہانی کے باوجود ۱۰ جون کو دوبارہ خلاف ورزی کی صورتحال افسوسناک ہے اور میرے لیے اس صورت حال میں سب کمیٹی کے کام میں شرکت مشکل ہے۔

مولانا گیلانی کے اصرار پر میں نے اپنا موقف تحریری طور پر انہیں دے دیا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۱۱ جون کو حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی اور جناب اکرام القادری صاحب گوجرانوالہ تشریف لائے تاکہ مجلس عمومی کی فہرستوں کی ترتیب کا کام مکمل کیا جا سکے، لیکن ۹ جون کے مصالحتی کمیٹی کے اجلاس کے بعد آج کے اخبارات میں ایم آر ڈی کی حمایت میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا بیان اور کراچی میں جامعہ ربانیہ میں ایم آر ڈی کے کنونشن کا انعقاد اور مولانا نور الہدیٰ کی صدارت ہمارے نزدیک سمجھوتے کی صریح خلاف ورزی ہے اور اب یہ صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ میرے لیے اس صورتحال میں مصالحتی کمیٹی میں مزید کوئی عملی کام کرنے سے قبل جمعیۃ کی مرکزی قیادت سے رجوع ضروری ہو گیا ہے، اس لیے میں حضرت درخواستی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی سے دوبارہ مشاورت کے بعد ہی کمیٹی کے کام میں عملاً شریک ہو سکوں گا۔ میں مولانا گیلانی اور جناب قادری کی زحمت فرمائی پر معذرت خواہ ہوں اور مولانا حبیب گل صاحب کو بھی تازہ صورتحال سے آگاہ کر رہا ہوں۔

(دستخط)

زاہد الراشدی

۱۲ جون کو مولانا گیلانی اور اکرام القادری صاحب دوبارہ تشریف لائے اور کم و بیش پانچ گھنٹے کی مفصل گفتگو ہوئی جس میں ضلع گوجرانوالہ جمعیۃ کے امیر علامہ محمد احمد لدھیانوی بھی شریک تھے۔ بالآخر علامہ صاحب موصوف نے گیلانی صاحب کو پیشکش کی کہ اگر آپ کراچی کے کنونشن میں اپنے ساتھیوں کی شرکت اور جامعہ ربانیہ میں اس کے انعقاد کو متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی تسلیم کرتے ہوئے اس پر افسوس کا تحریری اظہار کر دیں تو میں راشدی صاحب کو اپنا احتجاج واپس لینے اور سب کمیٹی کا کام شروع کرنے پر آمادہ کروں گا لیکن مولانا گیلانی اس پر بھی تیار نہ ہوئے اور ان کی طرف سے خلاف ورزی کو تسلیم تک نہ کرنے کی صورت میں میرے لیے سب کمیٹی کے کام میں شرکت ممکن ہی نہ رہی۔

چنانچہ میں نے مولانا حبیب گل کو اپنے موقف سے مندرجہ ذیل دو خطوط کے ذریعے آگاہ کر دیا۔

خط ۱

منجانب ابو عمار زاہد الراشدی
رکن مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام
پاکستان

باسمہ سبحانہ

مخدومی حضرت مولانا حبیب گل
صاحب مدظلکم العالی
چیئرمین مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی؟

گذارش ہے کہ ۹ رجون کو مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں فریق ثانی نے کمیٹی کے فیصلوں کی خلاف ورزی اور بیانات کے سلسلہ میں یہ توجیہہ پیش کی تھی کہ "یہ بیانات غلط فہمی کی بنیاد پر دیئے گئے تھے اور اب متعلقہ حضرات کو سمجھا دیا گیا ہے، اس لیے اب کوئی خلاف ورزی اور بیان بازی نہیں ہو گی، اس کے ساتھ ہی جناب مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی کی ایک تحریر بھی پیش کی گئی جو انہوں نے ۵ رجون ۸۳ء کو تحریر فرمائی ہے اور جس میں کمیٹی کے فیصلوں کو تسلیم کرتے ہوئے اعتماد کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

ہم نے مصالحت و مفاہمت کے جذبہ کے تحت سابقہ خلاف ورزیوں کی اس توجیہہ و تحریر کو قبول کرتے ہوئے مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں ان امور پر زیادہ زور نہیں دیا تھا۔

لیکن ہمیں انتہائی افسوس ہے کہ خلاف ورزیوں کا یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے جس کے پیش نظر خود یہ توجیہہ محل نظر ہو گئی ہے۔

۱۱ رجون کے جنگ اور نوائے وقت میں مولانا فضل الرحمن کا بیان چھپا ہے جس میں انہوں نے حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایم آر ڈی کا بانی قرار دیتے ہوئے جمعیۃ کی طرف سے تعاون جاری رکھنے کا اظہار کیا ہے اور ۱۱ رجون کے جنگ کراچی اور جسارت کراچی کے مطابق ایم آر ڈی سندھ کا کنونشن جامعہ ربانیہ ناظم آباد کراچی میں ہوا ہے جس کے منتظم جمعیۃ علماء اسلام کراچی ڈویژن کے امیر مولانا نور الہدیٰ ہیں اور مولانا موصوف نے ہی کنونشن کی صدارت کی ہے اور مقررین میں قاری شیر افضل صاحب کا نام شامل ہے۔

اس صورتحال میں سب کمیٹی کے کام کے معاونت میرے لیے مشکل ہو گئی ہے۔ کل مولانا سید امیر حسین گیلانی تشریف لائے تھے جن کو میں نے اپنا موقف تحریری طور پر دے دیا ہے اس کی کاپی پیش خدمت ہے۔

آج لاہور جا رہا ہوں جہاں حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی اور حضرت مولانا محمد اجمل خان مدظلہ سے صلاح مشورہ کے بعد آپ کو اس کے بعد کی صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

(دستخط)

زاہد الراشدی

۱۲-۶-۸۳ء

خط ۲

منجانب ابو عمار زاہد الراشدی
رکن مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام
پاکستان

باسمہ سبحانہ

بگرامی خدمت حضرت مولانا
حبیب گل صاحب مدظلکم العالی
چیئرمین مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

مزاج گرامی؟

گذارش ہے کہ آنجناب نے حسن خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ جمعیۃ کے دو دھڑوں میں مصالحت کے عمل کا آغاز کیا تھا۔ اس کا ملک بھر کے تمام جماعتی احباب نے خیر مقدم کیا اور اسی کے پیش نظر ہم نے آپ کی مصالحتی مساعی کو قبول کرتے ہوئے اس میں نہ صرف شرکت کی بلکہ اب تک ہر ممکن طور پر اس سلسلے میں بھرپور تعاون کر رہے ہیں، لیکن فریق ثانی کا طرز عمل آپ کے سامنے ہے کہ اس نے ان مصالحتی مساعی کو سبوتاژ کرنے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور ابتداء سے اب تک ان کا طرز عمل مصالحتی کمیٹی کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کا رہا ہے۔

۱۔ فریق ثانی نے ابتداء میں ہی آپ کے پیش کردہ فارمولا کو مکمل طور پر قبول کرنے سے گریز کیا اور اس کی پہلی شق کو حذف کر کے اپنی طرف سے شرطوں کا اضافہ کیا جبکہ ہماری طرف سے آپ کا فارمولا مکمل طور پر منظور کرنے کا واضح اعلان کیا گیا۔

۲۔ انہوں نے اس وقت تک مصالحتی کمیٹی کی تشکیل سے انکار کیا جب تک کہ ان کی ترامیم کو قبول کرتے ہوئے بنیادی مصالحتی فارمولا کا جھٹکا نہیں کر دیا گیا اور آپ گواہ ہیں کہ ہم نے محض مصالحت کے جذبہ سے بظاہر ناقابل قبول شرائط کو بھی مجبوراً مان لیا تب کہیں مصالحتی کمیٹی اپنا کام شروع کر سکی۔

۳۔ گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی نے آپ کی زیر صدارت طویل نشستوں اور گفت و شنید کے بعد جو متفقہ فیصلہ کیا اس میں واضح طور پر طے کیا گیا تھا کہ فریق ثانی کا ایم آر ڈی کے ساتھ تعلق مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس تک معطل رہے گا، لیکن اس فریق کی طرف سے اس متفقہ فیصلہ کا اب تک احترام نہیں کیا گیا ہے اور اس فریق کے راہنما اس سلسلہ میں مسلسل دو رخی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

۴۔ اس فریق کے امیر حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ اور ناظم اول مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ نے

کمیٹی کے فیصلے کے خلاف واضح بیانات دے کر اسے مسترد کرنے کا اعلان کیا اور ان دو بزرگوں کے مخالفانہ بیانات مسلسل دو ہفتے تک اخبارات کی زینت بنتے رہے جبکہ ہماری طرف سے بیان بازی سے گریز کیا گیا اور ہم نے ان بیانات کو آپ کے نوٹس میں لانے پر اکتفا کیا۔

۔ اس صورتحال میں ۹ جون کو جب مصالحتی کمیٹی کا اجلاس آپ کی زیرصدارت جامعہ مدنیہ لاہور میں ہوا، تو فریق ثانی کی طرف سے مخالفانہ بیانات کی یہ توجیہ پیش کی گئی کہ یہ غلط فہمی کی بنیاد پر دیے گئے ہیں اور اب متعلقہ حضرات کو سمجھا دیا گیا ہے اس لیے اب فیصلہ کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ کا ۵ جون کو تحریر کردہ ایک خط بھی کمیٹی کے حوالہ کیا گیا جس میں مصالحتی کمیٹی کی مساعی پر اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے چنانچہ ہم نے مخالفانہ بیانات کی تمام تر شدت اور تلخی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس توجیہ اور وضاحت کو قبول کر لیا۔

۶۔ لیکن ہمیں اس بات پر اس وقت شدید حیرت ہوئی جب ۱۱ جون کے اخبارات میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا یہ بیان سامنے آیا کہ ایم آر ڈی کے بانی مولانا مفتی محمودؒ تھے اور ہم اس کو آگے بڑھانے میں تعاون جاری رکھیں گے۔ اس کے ساتھ ۱۰ جون کو کراچی میں ایم آر ڈی سندھ کے منعقد ہونے والے کنونشن کی رپورٹ شائع ہوئی جو کراچی جمعیۃ (فریق ثانی) کے امیر مولانا نوراللہ کی کے مدرسہ میں انہیں کی زیرصدارت منعقد ہوا اور اس کے مقررین کی فہرست میں فریق ثانی کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات قاری شیر افضل کا نام شامل ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا مذکورہ بالا بیان، جامعہ ربطی کراچی میں ایم آر ڈی سندھ کے کنونشن کا انعقاد، مولانا نورالہدیٰ کی صدارت اور قاری شیر افضل صاحب کی اس میں شرکت نہ صرف کمیٹی کے متفقہ فیصلہ اور عملدرآمد کی مکرر یقین دہانی کی صریح خلاف ورزی ہے بلکہ اس طرز عمل سے وہ توجیہ اور وضاحت بھی باطل ہو جاتی ہے جو فریق ثانی کی طرف سے ۹ جون کے اجلاس میں پیش کی گئی تھی کہ یہ بیانات غلط فہمی کی بنیاد پر جاری ہوئے ہیں اور مخالفانہ بیانات اور خلاف ورزیوں کا یہ تسلسل واضح کرتا ہے کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ طے شدہ دو رخی پالیسی کا حصہ ہے جس کے تحت ایک طرف تو کنوینر شپ سے دستبرداری اور باقاعدہ اجلاسوں سے غیر حاضری کا نقشہ پیش کیا گیا ہے اور دوسری طرف ایم۔ آر۔ ڈی کی مسلسل وکالت، اس کی اصلاح کے لیے تجاویز پیش کرنے اور اس کے کنونشنوں میں شرکت کا سلسلہ جاری ہے۔

۔ اسی وجہ سے میں نے مولانا سید امیر حسین گیلانی کی گوجرانوالہ تشریف آوری کے باوجود دو رکنی سب کمیٹی کے اجلاس میں شرکت سے انکار کیا اور اپنا موقف تحریری طور پر ان کو لکھ کر دے دیا اور اس کی ایک کاپی آنجناب کو بھی ارسال کر دی۔

اسی ضمن میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا سید امیر حسین گیلانی اور جناب اکرام القادری کے ساتھ طویل گفتگو میں میں نے اپنا انکار اس شرط پر واپس لینے اور اجلاس میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی کہ مولانا گیلانی ۹ جون کے بعد ہونے والی خلاف ورزیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان پر تحریری طور پر افسوس کا اظہار کر دیں، لیکن مولانا گیلانی اس کے لیے آمادہ نہ ہوئے جس سے ہمارے اس تاثر کو مزید تقویت حاصل ہوئی جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔

۸۔ میں نے اس صورتحال پر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی، حضرت مولانا محمد اجمل خان اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیالات کیا ہے اور ہم اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کمیٹی کے فیصلوں پر عملدرآمد کی مؤثر ضمانت اور خلاف ورزیوں کی روک تھام کے بغیر مصالحتی عمل میں مزید پیش رفت بے سود ہے۔ اس لیے ہم آنجناب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کے فوراً بعد مصالحتی کمیٹی کا مکمل اجلاس طلب کر کے اس صورتحال کا مکمل طور پر جائزہ لیا جائے اور کمیٹی کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے تاکہ مصالحتی کمیٹی پورے اعتماد کے ساتھ اپنے مقدس کام کو آگے بڑھا سکے۔

۹۔ ہم نے اس سے قبل خلاف ورزی

کے سرسری تذکرہ اور رسمی اظہار افسوس کے علاوہ اخبارات میں اس عنوان پر بیان بازی سے گریز کیا ہے، لیکن مولانا سید امیر حسین گیلانی نے ایک بیان میں جو آج روزنامہ جنگ لاہور میں شائع ہوا ہے میرے خلاف براہ راست الزام تراشی کر کے بیان بازی کا جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے اس میں یک طرفہ ٹریفک کی ہم اجازت نہیں دے سکتے۔ ہم کسی مسئلہ میں پہل نہیں کریں گے، لیکن جو بیان اب ہمارے خلاف آئے گا اس کا جواب ضرور دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اطلاعاً عرض ہے۔

۱۰ اس خط کا تعلق چونکہ ملک بھر کے جماعتی احباب کی مجموعی دلچسپی سے ہے اس لیے میں اس کی نقول اہم جماعتی حضرات کو بھجوا رہا ہوں تاہم ان سے یہ بھی درخواست ہے کہ اس خط کو غیر جماعتی حلقوں بالخصوص اخبارات سے دور رکھیں۔

والسلام

خاکپائے اکابر

(دستخط) زاہد الراشدی

۱۵-۶-۸۳

میرے ان معروضات کے جواب میں مولانا حبیب گل صاحب نے حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ کے نام درج ذیل گرامی نامہ ارسال فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹل۔ ضلع کوہاٹ

۱۷-۶-۸۳

گرامی القدر! محترم حضرت مولانا سراج احمد صاحب، امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان (فضل الرحمن گروپ)

دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مصالحتی کمیٹی کی شبانہ روز سعی و کوشش سے دونوں گروپوں کے مابین ۱۶ مئی ۸۳ء کو جامعہ مدنیہ میں جس فارمولا پر اتفاق ہو گیا تھا اور جس کی منظوری آنجناب اور حضرت مولانا عبید اللہ درخواستی دامت برکاتہم نے دے دی تھی اور ۴ جون ۸۳ء کو آپ کی مجلس عاملہ سکھر نے بھی اس کو منظور کیا۔ اس کے بعد آنجناب نے اپنے کارکنوں کے نام ہدایت نامہ جاری کیا کہ وہ ایسی نیک کام میں مصالحتی کمیٹی کے ساتھ تعاون کریں۔ اس حوصلہ افزائی سے ہم نے ۹-۶-۸۳ء کے اجلاس منعقدہ جامعہ مدنیہ لاہور میں متفقہ فیصلہ کیا کہ یکم اگست کو کوئٹہ، ۴ اگست کو سکھر، ۶ اگست کو لاہور اور ۸ اگست کو پشاور میں اجلاس منعقد ہوں جن میں مجلس عاملہ کا انتخاب ہو اور جماعتی پالیسی پر خفیہ رائے شماری ہو اور نتیجہ کا اعلان پشاور میں پریس کانفرنس میں کیا جاوے گا۔ ہم اجلاس کی تیاری میں مصروف تھے کہ مجھے مولانا زاہد الراشدی کا ایک رجسٹرڈ خط موصول ہوا کہ وہ اس کام میں تعاون کرنے میں معذور ہے کیونکہ حضرت مولانا فضل الرحمن ایم آر ڈی کی حمایت میں اخباری بیانات شائع کر رہے ہیں اور نور الہدیٰ اور قاری شیر افضل صاحب نے اپنے دار العلوم کراچی میں دس جون ۸۳ء کو ایم آر ڈی کا کنونشن منعقد کرایا ہے جس سے مصالحتی فارمولا کی صریح خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہاں گمان ہے نئی ہدایات حاصل کرنے کے بعد ہی وہ مجھے مطلع کریں گے۔ اس طرح سے مصالحتی کام میں تعطل پیدا ہو گیا ہے

میں آنجناب کی خدمت میں متفقہ فارمولا کے مندرجہ ذیل دو شقیں تحریر کرتا ہوں۔

شق ۳: مرکزی عمومی کے اجلاس تک ایم آر ڈی میں شرکت کا فیصلہ معطل رہے گا اور فریقین ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے کلیتہً گریز کریں گے۔ اس کے علاوہ ایم آر ڈی کی حمایت یا مخالفت میں بیان بازی سے گریز کیا جائے گا۔

شق ۴: ایم آر ڈی یا کسی دیگر جماعت کی طرف سے جمعیۃ کے بنیادی مقاصد کے خلاف بیان آنے کی صورت میں اس کا جواب باہمی مشورہ سے دیا جائے گا۔

محترم! معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے کارکن آپ کے واضح ہدایات کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے ہیں اور اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ اس طرح سے وہ فضا جو سخت محنت کے بعد مصالحانہ انداز میں تیار ہوئی تھی اور جس سے اتحاد و اتفاق کا مکمل یقین حاصل ہو گیا تھا مکدر ہو رہی ہے۔

میں آنجناب کی خدمت میں مؤدبانہ اور دست بستہ استدعا کرتا ہوں کہ از راہ نوازش ایسے حضرات سے فوری طور پر جواب طلبی کر کے مصالحتی کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں اور ایک اخباری بیان میں وضاحت سے ان کو آئندہ ایسے اقدامات سے باز رہنے کی سختی سے ہدایت فرمائیں تاکہ جماعت کے اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کا یہ زریں موقع ضائع نہ ہو۔ میں آپ کے جوابی گرامی نامہ کا منتظر ہوں۔ وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے۔

(دستخط)

حبیب گل عفی عنہ

صدر مصالحتی کمیٹی،

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

لیکن حضرت دین پوری مدظلہ نے اس گرامی نامہ کا جواب دینے کی زحمت نہیں فرمائی یا اگر جواب دیا تو مولانا

حبیب گل نے اسے کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی اور اس طرح یہ وضاحت طلبی بھی یکطرفہ کاروائی پر ہی رک گئی۔

اس کے ساتھ ہی مولانا حبیب گل صاحب نے راقم الحروف اور مولانا سید امیر حسین گیلانی کو متعدد خطوط ارسال کیے جس میں سب کمیٹی کے کام کو مکمل کرکے بار بار ہدایت کی گئی اور تاکید کی گئی کہ ہم دونوں مل کر مرکزی مجلس عمومی کی فہرست جلد از جلد مکمل کرکے وقت مقررہ کے اندر انہیں پہنچادیں تاکہ وہ دعوت نامے جاری کرسکیں۔ ان کے ایک مفصل خط کے جواب میں راقم الحروف نے انہیں یہ عریضہ ارسال کیا۔

منجانب ابی عمار زاہد الراشدی
رکن مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مخدومی حضرت مولانا
حبیب گل صاحب
صدر مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
مزاج گرامی؟

گذارش ہے کہ آپ کا ۱۸ جون کا تحریر کردہ گرامی نامہ آج ۲۲ جون کو موصول ہوا جس میں مصالحتی عمل کے تعطل کو ختم کرنے کے لیے یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ

۱۔ سب کمیٹی فہرستوں کی تیاری کا کام فوراً مکمل کرے اور وقت مقررہ پر آپ کو پہنچائے۔
۲۔ جانبین ایک دوسرے کے خلاف اخباری بیانات فی الفور ختم کردیں۔
۳۔ ایم آر ڈی کی حمایت یا مخالفت میں کوئی بیان صراحتاً یا کنایتاً نہ جاری کیا جائے اور نہ ہی اجلاسوں میں شرکت کی جائے
۴۔ ۹ جون کے بعد جو خلاف ورزیاں ہوئی ہیں ان پر غور کرنے کے لیے مصالحتی کمیٹی کا مکمل اجلاس ۵ شوال کو دارالعلوم سرحد پشاور میں طلب کیا جائے۔ اس سے قبل آپ کی طرف سے حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہٗ کے نام جاری کردہ اس چٹھی کی کاپی بھی موصول ہوگئی ہے جس میں آپ نے ان سے کمیٹی کے فیصلوں کی خلاف ورزی کے بارے میں وضاحت طلب فرمائی ہے۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ کی ہدایات سے ہمیں اتفاق ہے اور ان پر عمل کرتے ہوئے اخباری بیان اور سرکلر کے ذریعے جماعتی احباب کو آپ کی ہدایات سے آگاہ کیا جا رہا ہے اور ان سے گذارش کی جا رہی ہے کہ وہ ان ہدایات کی پابندی کریں نیز مصالحتی کمیٹی میں اپنے ارکان کو دعوت نامے بھجوائے جارہے ہیں کہ وہ ۵ شوال مطابق ۱۶ جولائی بروز ہفتہ دس بجے دن دارالعلوم سرحد آسیہ گیٹ پشاور میں مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں شریک ہوں

مگر آپ کی ہدایت ۱ کے سلسلہ میں یہ اشکال درپیش ہے کہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مقررہ وقت کے اندر فہرستوں کی تکمیل اور انہیں آپ تک پہنچانا عملاً ممکن نہیں رہا کیونکہ ۹ جون کے اجلاس میں بلوچستان کی نمائندگی کے از سرِ نو تعین کے ساتھ یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ تمام اضلاع اور صوبوں کو یہ سہولت دی جائے کہ اگر ان کے پاس ممبر شپ کی ایسی پرشدہ کاپیاں ہوں جنہیں وہ جمع نہ کرا سکے ہوں تو وہ یہ کاپیاں مطلوبہ ریکارڈ اور فیس کے ساتھ سب کمیٹی کو پہنچادیں تاکہ انہیں مجلس عمومی میں مکمل نمائندگی دی جا سکے۔ اس فیصلہ کی اطلاع آپ کی طرف سے یا سب کمیٹی کی طرف سے صوبوں اور اضلاع کو ابھی تک جاری نہیں کی گئی۔ اس لئے اب دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ صوبوں اور اضلاع کو از سرِ نو سرکلر جاری کر کے وقت دیا جائے جو دو ہفتہ سے کم نہ ہو اور اس میں رمضان المبارک کے سلسلہ میں لوگوں کی مصروفیات کا خیال رکھا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ فیصلہ کے اس حصہ کو نظر انداز کر دیا جائے، لیکن ایسا کرنا مصالحتی کمیٹی میں دوبارہ غور و بحث کے بعد ہی ممکن ہوگا۔ ازراہ کرم اس سلسلہ میں راہنمائی فرمائیں تاکہ کام کو آگے بڑھانے کی کوئی صورت نکالی جا سکے۔

والسلام جواب کا منتظر
خاکپائے اکابر
(دستخط) زاہد الراشدی
۲۲۔۶۔۸۳

میرے عریضے کے جواب میں مولانا حبیب گل صاحب نے درج ذیل مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹل ضلع کوہاٹ
۲۶.۶.۸۳

رب یسر ولا تعسر یا میسر کل عسیر

بخدمت
۱۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب
خطیب جامع مسجد شیرانوالہ باغ
گوجرانوالہ
۲۔ سید امیر حسین گیلانی
مہتمم جامعہ مدنیہ
اوکاڑہ
} اراکین سب کمیٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
افسوس ہے کہ آپ ہر دو حضرات مجھ ناچیز کی گزارشات کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے ہیں اور ۹ جون کے بعد ابھی

تک فہرستوں کی تیاری اور دیگر انتظامات کے بارے میں کچھ کام بھی نہیں کیا ہے اور تین ہفتے آپس کے مزید اختلافات پیدا کرنے میں خرچ کیے ہیں حالانکہ اس عرصہ میں سارا کام تکمیل پذیر ہو سکتا تھا۔ کل مولانا زاہد الراشدی کا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں یہ عذر بیان کیا ہے کہ بلوچستان کے ممبران کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے لیکن دوسرے صوبوں کے ممبران کا مسئلہ تاحال حل نہیں ہوا ہے۔

میں دردِ دل سے عرض کرتا ہوں کہ جب ہر دو حضرات کو اس کے لیے نامزد کر دیا تھا تو آپ نے ہی صوبوں یا اضلاع سے ایسی باقیماندہ اسماء کا مطالبہ کرنا چاہیے تھا لیکن آپ اپنے فرائضِ منصبی کی ادائیگی سے غافل ہیں۔ اب بھی آپ دو حضرات ایک سرکلر اپنی جانب سے (یا میری جانب سے) جاری کر سکتے ہیں، کہ ایسے حضرات کی فہرست بمعہ رقم فیس آپ کے پاس ۱۴ جولائی تک پہنچ جانی چاہیے اور آپ مکمل فہرست پشاور کے اجلاس میں پیش کر دیں۔ خدا کے لیے آپ کام تو شروع کریں۔ وقت کیوں ضائع کرتے ہیں۔ پروگرام کے مطابق سارا کام تکمیل پذیر ہونا چاہیے۔ میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اس کام میں صدقِ دل سے تعاون کریں۔ آپ پروپیگنڈہ اور اخباری بیانات میں مشغول ہیں اور وقت گزرتا جا رہا ہے اور ہم عوام الناس کی ہنسی پر خوش ہو رہے ہیں۔ میں نے جو ہدایات تحریر کی ہیں ان پر عملدرآمد کریں۔ میں پھر واضح ہدایت جاری کرتا ہوں

۱۔ فہرستوں کا کام اکرام القادری اور مولوی منظور الحق صاحب کی امداد سے فوراً شروع کریں۔ مناسب ہوگا کہ آپ یکم جولائی کو دفتر مکمل میں پہلا اجلاس مقرر کریں۔

۲۔ صوبوں سے باقیماندہ ممبران کی فہرست بمعہ رقم طلب کریں جو کہ ۱۴ جولائی تک پہنچ جانی چاہئیں

۳۔ سامان متعلقہ (بلیٹ پیپر، مہر بڑے اور درمیانہ سائز کے موٹے کاغذ کے لفافے۔ بلیٹ بکس۔ لاک و دیگر سامان تیار کیا جاوے۔

۴۔ متفقہ فارمولا پر عمل کیا جاوے۔ مخالفانہ بیان بازی سے احتراز کیا جاوے۔

فارمولا کی خلاف ورزیوں کی جو شکایات موصول ہوئی ہیں۔ ان پر ۱۰ شوال مطابق ۱۶ جولائی دارالعلوم سرحد پشاور وقت ۳ بجے سہ پہر گیارہ رکنی مصالحتی کمیٹی کا اجلاس ہوگا جس میں حاضر ہونے کے لیے آپ اپنے اپنے ممبران کو آگاہ کریں کہ وہ ضرور حاضر ہوں تاکہ آئندہ پروگرام کے لیے مکمل انتظام کیا جاوے۔

میں آخیر میں آپ دو حضرات کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جمعیۃ علماء اسلام کے متحد ہونے اور یکجا کام کرنے کا کام صرف آپ ہی کی ذمہ داری ہے جو کہ آپ اس کو بخوبی کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ ہر دو حضرات صدقِ دل سے اس کی حامی بھریں اور اگر خدانخواستہ یہ کوشش ناکام ہوگئی تو میری جانب سے یہ ساری ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوگی، لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ حضرات مجھے تھکا نہیں سکتے ہیں اور نہ ہی میں اس وقت تک اس کام کو چھوڑوں گا جب تک آپ صاف طور پر مصالحت سے انکار کریں۔

امید ہے آپ بذریعہ تار مجھے کام شروع کرنے کی اطلاع دیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے بیانات ایک دوسرے کے خلاف تلخ زبان میں شائع ہوئے ہیں۔ میں نے یہ بیانات نہیں پڑھے ہیں لیکن دلی رنج و افسوس ہوا ہے۔

احقر

(دستخط) حبیب گل عفی عنہ

صدر مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مولانا حبیب گل صاحب کے گرامی نامہ کے ساتھ مولانا سید امیر حسین گیلانی کا درج ذیل مکتوب بھی موصول ہوا۔

محترم حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب سلمہ

السلام علیکم

مزاج شریف؟

گذارش ہے کہ حضرت مولانا حبیب گل صاحب کا گرامی نامہ مورخہ ۲۳/۶/۸۲ کو موصول ہوا جس میں انہوں نے ہدایات فرمائی ہے کہ سب کمیٹی فہرستوں اور انتخاب کے دیگر عوامل کو جلد از جلد مکمل کر کے میرے پاس پہنچا دے اور غالباً اسی طرح کا خط جناب کو بھی حضرت مولانا نے لکھا ہوگا۔ عرض ہے کہ اگر جناب سب کمیٹی کے کام کو جاری رکھنے کی پوزیشن میں ہیں اور اپنے سابقہ فیصلے سے رجوع فرما چکے ہیں، تو پھر بندہ کو مطلع کریں، تاکہ باہمی رضامندی سے تاریخ، وقت اور جگہ کا تعین ہو جائے اور کام کو شروع کیا جائے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے توقع ہے کہ جواب سے جلدی نوازیں گے۔ فقط والسلام

(دستخط) امیر حسین گیلانی

رکن سب کمیٹی

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

۲۶/۶/۸۲

میں نے اس گرامی نامہ کے جواب میں یہ تحریر کیا۔

باسمہ سبحانہ

منجانب ابی عمار زاہد الراشدی
رکن مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

محترمی حضرت مولانا
سید امیر حسین شاہ صاحب گیلانی
زیدت مکارمکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ
مزاج گرامی ؟

نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا حبیب گل صاحب مدظلہ کو ... خطوط کی کاپیاں آپ کو بھجوائی تھیں جو امید ہے آپ کو مل چکی ہوں گی۔ اس میں ایک عملی اشکال کا ذکر کیا تھا۔ اس کا حل ضروری ہے۔ اس پر غور فرمائیں۔

تاہم میرا خیال ہے کہ باقی ماندہ کام ہمیں مکمل کر لینا چاہیئے۔ اس کے لیے میں آپ سے صرف ایک سہولت کا خواستگار ہوں کہ رمضان المبارک میں قرآن پاک سنانے کے باعث گوجرانوالہ سے باہر جانا میرے لیے مشکل ہے، اس لیے آپ زحمت فرما کر کسی روز گوجرانوالہ تشریف لائیں۔ بیٹھنے کے لیے وقت، میرے خیال میں رات تراویح کے بعد بہتر رہے گا۔ کھلا وقت ہوگا اور اطمینان کے ساتھ بات چیت اور کام ہو سکے گا۔ دن کا تعین آپ خود فرما کر کم از کم دو روز قبل مجھے اس سے آگاہ فرما دیں۔ مولانا حبیب گل صاحب نے کمیٹی کے فیصلوں کی خلاف ورزیوں پر بحث کے لیے کمیٹی کا اجلاس ۵ شوال کو طلب کر کے اور حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی کے نام وضاحت طلبی کی چٹھی جاری کر کے میرا مطالبہ پورا کر دیا ہے، اس لیے سب کمیٹی کے کام کو آگے بڑھانے میں میرے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی اور میں آپ کا خیر مقدم کر کے خوشی محسوس کروں گا۔

والسلام
خاکپائے اکابر
(دستخط) زاہد الراشدی
۲۸-۶-۸۳ء

ایک ہفتہ تک انتظار کے بعد جب مولانا گیلانی صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو میں نے یاد دہانی کا یہ عریضہ ارسال کیا اور اس کی نقول حضرت مولانا حبیب گل مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن کو بھی بھیجیں۔

باسمہ سبحانہ

منجانب ابی عمار زاہد الراشدی
کارکن مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مکرمی حضرت مولانا سید
امیر حسین گیلانی زیدت مکارمکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی ؟

گذارش ہے کہ آپ کے ۲۵ جون کے جامعہ مدنیہ لاہور سے تحریر فرمودہ گرامی نامہ کے جواب میں ۲۸ جون کو جامعہ مدنیہ لاہور کے پتہ پر آپ کو اس مضمون کا عریضہ ارسال کر چکا ہوں کہ فہرستوں کی ترتیب کے لیے دوسری سب کمیٹی کے کام کے لیے آپ کسی روز ایک دو روز قبل مجھے مطلع فرما کر گوجرانوالہ تشریف لائیں تاکہ اس کام کو جس حد تک ہو سکے نمٹایا جا سکے۔

لیکن آپ کی طرف سے ابھی تک مجھے کوئی جواب موصول نہیں ہوا جبکہ میں آپ کے انتظار میں ہوں۔ ازراہ کرم مجھے ایک دن قبل مطلع فرما کر تشریف لائیں تاکہ کام کو کسی حد تک نمٹایا جا سکے۔

والسلام
خاکپائے اکابر
(دستخط) زاہد الراشدی
۴-۷-۸۳ء

... جواب میں مولانا سید ... گیلانی کا یہ مکتوب گرامی مجھے موصول ہوا

محترم المقام جناب زاہد صاحب سلمہ
السلام علیکم
مزاج شریف ؟

آج مورخہ ۵/۷/۸۳ بوقت ساڑھے بارہ بجے جناب کا والا نامہ موصول ہوا جس میں جناب نے سب کمیٹی کے کام کو آگے بڑھانے کے سلسلہ کے خط کا جواب اثبات میں دیا ہے۔ شکر اللہ۔ میں نے جناب کو خط مورخہ ۲۶/۶/۸۳ لکھا تھا جس میں جناب سے استدعا کی تھی کہ مصالحتی عمل کو آگے بڑھانا چاہیئے۔ آج ٹھیک دس دن کے بعد جناب کا والا نامہ موصول ہوا جبکہ بندہ اعتکاف سنت مؤکدہ کے عمل میں آج تین دن گزار چکا ہے، اس لیے اب تو ایک یہی صورت ہے کہ جناب سے جو کام ممکن ہے وہ جناب سرانجام دیں یعنی پنجاب کی فہرستیں اور بلیٹ پیپر، بیٹ بکس دعوت نامے عمومی کے لیے۔ میں اعتکاف میں بیٹھا آپ کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا رہوں گا اور جو فہرستیں سندھ، بلوچستان، سرحد کی ہیں اور پنجاب کی رقم والی فہرستیں وہ ساتھ لے کر لیشاور حاضر ہوں گا تاکہ کام آسان ہو جائے اور کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

چونکہ میرے خیال میں جناب نے کام میں تاخیر کی راہ نکالی تھی، اس لیے زیادہ وزن جناب پر پڑنا قرین قیاس ہے اور جناب کے علم میں یہ بات

رہنی چاہیئے کہ مزید تعطّل قابل برداشت نہیں ہے۔ جناب اگر ۲۷ تاریخ ختم فرما کر اکاڑہ تشریف لے آئیں تو سو ویلکم سب خوش آمدید خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے اعتکاف میں۔ اگر یہ منظور ہو تو بذریعہ فون مجھے اطلاع دیں تاکہ متعلقہ چیزیں مہیا کی جا سکیں۔ حضرت مولانا حبیب گل صاحب مدظلہ کے وضاحت والے بیان اور حکم تو تقریباً پندرہ یوم پہلے سے آچکا تھا اور اسی کی روشنی میں میں نے جناب کو لکھا تھا مگر افسوس تاخیر ہوگئی اور ہوئی والئے تاخیر

آپ کا خیر اندیش
(دستخط) امیر حسین گیلانی
۵ش۲

مولانا گیلانی کے اس مکتوب کے ساتھ ہی سب کمیٹی کا بالکل معطل ہو کر رہ گیا اور اب اس کے سوا کوئی صورت نہ رہی کہ ۱۶ جولائی کو پشاور میں طلب کیے جانے والے اجلاس میں از سر نو غور و خوض کے بعد ہی اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت کی جائے

اس دوران مولانا حبیب گل صاحب کا ایک اور گرامی نامہ موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹل۔ ضلع کوہاٹ
۲۸-۶-۸۱

بخدمت
۱۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب } اراکین
۲۔ " سید امیر حسین گیلانی " } سب کمیٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سے قبل کئی خطوط فہرستوں کی تیاری کے بارہ میں ارسال کر چکا ہوں۔ امید ہے آپ نے کام شروع کیا ہوگا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب زاہد الراشدی صاحب رمضان شریف میں کام کرنے کی تکلیف نہیں برداشت کر سکتے ہیں۔ آپ دو نوجوان اور مستعد اصحاب سے تو یہ توقع نہ تھی۔ الحمد للہ کہ بوڑھے جوانوں سے مستعد نکلے۔ خدا کے لیے جلدی کام شروع کریں اور رقیبوں کے تضحیک کا نشانہ اپنے آپ کو اور جماعت کو نہ بنائیں۔

میں دعا کروں گا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو ہمت و استقلال نصیب کرے۔

احقر
(دستخط) حبیب گل عفی عنہ
صدر مصالحتی کمیٹی
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

نوٹ: میں نے سید حامد میاں صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو خط لکھا ہے کہ وہ مولانا امروٹی کے بیان روزنامہ جنگ ۲۵ جون پر مجلس عاملہ کی دوسری میٹنگ طلب کر کے فیصلہ سے مجھے ۱۶ جولائی سے قبل مطلع کریں تاکہ اس اجلاس میں حتمی فیصلہ ہو سکے۔

(دستخط) حبیب گل غفرلہ

اس گرامی نامہ میں مولانا حبیب گل صاحب نے خود مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور مولانا سید حامد میاں صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کر کے مولانا امروٹی کے بیانات کے بارے میں وضاحت کریں در مصالحتی کمیٹی کے پشاور میں ہونے والے اجلاس سے قبل انہیں فیصلہ سے آگاہ کریں۔

لیکن حضرت مولانا میاں سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ العالی کی طرح مولانا سید حامد میاں مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اس وضاحت طلبی پر خاموشی کو ہی ترجیح دی کیونکہ مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں نہ تو مولانا دین پوری کا کوئی جواب سامنے آیا اور نہ ہی ان کی مجلس عاملہ کے کسی اجلاس کی طرف سے حضرت مولانا امروٹی مدظلہ کے بیانات کے سلسلہ میں وضاحت کی گئی۔

اس کے ساتھ ہی حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی کے ان مسلسل بیانات میں چند ایک پر نظر ڈال لیں جو انہوں نے عمرہ سے واپسی پر دیے اور جن پر خود مولانا حبیب گل صاحب مدظلہ نے ان کی مجلس عاملہ سے وضاحت طلب کی ہے۔

روزنامہ جسارت کراچی کی ۳۰ جون کی خبر کے مطابق حضرت مولانا امروٹی مدظلہ نے ارشاد فرمایا:

"درخواستی گروپ سے مصالحت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ان سے مصالحت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ ایم آر ڈی میں شامل ہو جائیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کے ایم آر ڈی چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس کا حتمی فیصلہ مولانا سراج احمد دین پوری کریں گے۔ ایم آر ڈی کی سرگرمیوں سے لاتعلقی کا فیصلہ ان کا انفرادی فیصلہ ہے۔ ہم اس فیصلے کے پابند نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں مولانا حامد میاں کا کوئی خط نہیں ملا جس میں انہوں نے بیانات دینے پر پابندی کے لیے لکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایم آر ڈی کے بارے میں ہمارا موقف واضح اور اٹل ہے۔"

روزنامہ جنگ لاہور کے مطابق حضرت

مولانا امروٹی مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ایم آر ڈی میں جمعیۃ کی سرگرمیاں معطل نہیں ہیں بلکہ جمعیۃ حسب سابق ایم آر ڈی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے اور تحریک سول نافرمانی میں بھرپور حصہ لے گی۔ انہوں نے جمعیۃ کے دونوں گروپوں میں صلح کرانے والی مصالحتی کمیٹی کے متعلق کہا کہ وہ لوگ غلط بیانی کر رہے ہیں کہ جمعیۃ ان کے کنونشن میں شرکت نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ وہ مولانا حبیب گل کو کمیٹی کا گیارہواں رکن تسلیم نہیں کرتے۔"

اس کے بعد اخبارات میں اس گروپ کی طرف سے یہ خبر آئی کہ مولانا فضل الرحمن نے مولانا امروٹی سے فون پر بات کر لی ہے اور انہیں اپنے مؤقف پر قائل کر لیا ہے، اس لیے اب مولانا امروٹی بھی مصالحتی عمل کے ساتھ متفق ہو گئے ہیں، اس وضاحت پر جماعتی احباب نے ایک بار پھر اطمینان کا سانس لیا لیکن حضرت مولانا امروٹی مدظلہ نے اس وضاحت کو بھی مسترد فرما دیا۔ چنانچہ

"علامہ امروٹی نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مولانا فضل الرحمن نے ان سے ٹیلیفون پر بات کی تھی۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ ایم آر ڈی اور جمعیۃ کی پالیسی کے بارے میں ہم جمعیۃ کے امیر مولانا سراج احمد دین پوری کی ہدایات کے پابند ہیں اور مولانا فضل الرحمن کے ذاتی فیصلے اور خواہشیں ہمیں منظور نہیں۔ علامہ امروٹی نے کہا کہ مولانا درخواستی گروپ سے کسی مصالحت کا اب کوئی امکان نہیں رہا اور ہم اس سلسلہ میں مایوس ہو چکے ہیں"

(جسارت کراچی ۶ جولائی)

مولانا امروٹی کے بیانات میں ایک بات کا بار بار ذکر ہو رہا ہے کہ وہ مولانا سراج احمد دین پوری کے فیصلوں کے پابند ہیں اور مولانا فضل الرحمن صاحب کے فیصلوں کو قبول نہیں کریں گے۔ اس سے لازماً یہ شبہ ابھرتا ہے کہ کیا یہ خبر واقعی درست ہے کہ مولانا دینپوری مدظلہ نے مصالحتی فیصلہ پر دستخط کرتے ہوئے اختلافی نوٹ تحریر فرمایا تھا؟ یہ اختلافی نوٹ کمیٹی کے علم میں نہیں لایا گیا لیکن ہمارے ذہنوں میں شبہ موجود تھا اور مولانا امروٹی کے مسلسل بیانات، کراچی کے راہنماؤں کی طرف سے کھلم کھلا خلاف ورزی، اس ضمن میں مولانا دین پوری مدظلہ کا بار بار تذکرہ اور ان کی طرف سے تردید یا وضاحت سے گریز کی صورت حال میں یہ شبہ تقویت پکڑتا جا رہا تھا کہ بالآخر روزنامہ جنگ کے ملتان کے نمائندہ جناب خان رضوانی نے اختلافی نوٹ کا بھانڈا پشاور کے اجلاس سے قبل چوراہے میں پھوڑ دیا۔ اس اختلافی نوٹ کی کہانی خان رضوانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

"پھر مولانا حبیب گل نے اتحاد کے لیے مصالحتی کوشش شروع کیں اور جیل میں مولانا فضل الرحمن سے ملاقات کی تو اس کے بعد مولانا فضل الرحمن رہا کر دیے گئے۔"

چنانچہ بعد ازاں کالعدم جمعیۃ علماء اسلام میں اتحاد کا یہ فارمولا منظر عام پر آ گیا کہ مولانا درخواستی گروپ ایم آر ڈی کی مخالفت نہیں کرے گا اور مولانا فضل الرحمن گروپ ایم آر ڈی میں یکم اگست تک اپنے آپ کو معطل رکھے گا جبکہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو مجلس عمومی کی فہرست مرتب کر کے نئے انتخابات کرائے گی، لیکن اس مرحلے پر مولانا سراج احمد دین پوری کے اس اختلافی نوٹ کو نظر انداز کر دیا گیا جو ایم آر ڈی سے متعلق تھا۔ مولانا سراج احمد دینپوری نے مولانا زاہد الراشدی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے پر مشروط دستخط کیے تھے۔ انہوں نے اپنے اختلافی نوٹ میں لکھا تھا کہ اگرچہ مصالحتی کمیٹی کو ۲۶ اپریل تک اختیار دیا گیا تھا، تاہم اب مصالحت کے جذبے کے تحت اسے یکم اگست تک قبول کر رہے ہیں، لیکن انہوں نے اپنے نوٹ میں اس امر کی وضاحت کر دی کہ یکم اگست تک ایم آر ڈی سے لاتعلق رہنے کی شرط منظور نہیں اور وہ اپنی جماعت کی سرگرمیاں معطل نہیں کریں گے۔ انہوں نے اس امر سے بھی اختلاف کیا کہ یکم اگست کو مجلس عمومی کا اجلاس شیرانوالہ میں منعقد ہو گا۔"

(جنگ ۱۶ جولائی)

یہ تھی وہ صورت حال جس میں جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ نے ۱۶ جولائی کو لاہور کے اجلاس میں مصالحتی کمیٹی میں اپنے نمائندوں کو واضح ہدایت کی کہ ۱۷ جولائی کو مصالحتی کمیٹی کے پشاور کے اجلاس میں مذکورہ بالا اختلافی نوٹ، مولانا امروٹی کی طرف سے مصالحتی فیصلوں کو تسلیم نہ کرنے کے اعلانات اور خلاف ورزیوں کا نوٹس لینے کا مطالبہ کریں اور اس بات پر زور دیں کہ مصالحتی عمل کو آگے بڑھانے سے قبل متفقہ فیصلوں کی یکساں طور پر پابندی کی فضا قائم کی جائے۔

چنانچہ ۱۰ جولائی کو دارالعلوم سرحد پشاور میں مولانا حبیب گل کی زیر صدارت مصالحتی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا تو اس میں ہماری طرف سے مولانا غلام ربانی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا حامد علی رحمانی، مولانا محمد زکریا اور راقم الحروف شریک تھے جبکہ دوسری طرف سے مولانا محمد خان شیرانی، مولانا سید امیر حسین گیلانی، صاحبزادہ عبدالباری جان، امیر نواز خان ایڈووکیٹ اور جناب اکرام القادری نے نمائندگی کی۔

اجلاس کے آغاز میں مولانا حبیب گل نے فرمایا کہ یہ اجلاس خلاف ورزیوں پر غور اور سب کمیٹی کی کارکردگی پر بحث کے سلسلے میں بلایا گیا ہے۔ اس پر مولانا شیرانی نے فرمایا کہ خلاف ورزیوں پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کام کو آگے چلایا جائے۔ ہم نے عرض کیا کہ فیصلوں پر عملدرآمد کیے بغیر کام کو آگے کیسے بڑھایا جا سکتا ہے۔ مولانا حبیب گل نے بھی زور دیا کہ خلاف ورزیوں پر بحث ضروری ہے لیکن مولانا شیرانی نے دوٹوک طور پر کہا کہ اس سلسلہ میں ہم ایک لفظ کہنے یا سننے کے لیے تیار نہیں اور اگر آپ بحث پر بضد ہیں تو دعائے خیر کریں پھر چلتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی کمیٹی کے معمر اور بزرگ رکن مولانا غلام ربانی سے مخاطب ہو کر ایسا ہتک آمیز رویہ اختیار کیا گیا کہ ہمارے لیے وہاں بیٹھنا مشکل ہو گیا، چنانچہ مولانا شیرانی کے اشتعال انگیز اور توہین آمیز رویہ پر احتجاج کرتے ہوئے ہم وہاں سے اٹھ آئے اور مولانا میاں عصمت شاہ صاحب کاکاخیل کے پاس اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے۔

شام کو حضرت مولانا حبیب گل صاحب حضرت مولانا ایوب جان بنوری اور صاحبزادہ عبدالباری جان صاحب ہمارے پاس تشریف لائے۔ مولانا غلام ربانی سے مولانا شیرانی کی طرف سے معذرت کی اور خلاف ورزیوں پر بحث کی یقین دہانی کے ساتھ اجلاس میں دوبارہ آنے کی دعوت دی جسے منظور کر لیا گیا اور کمیٹی کا اجلاس ۱۸ جولائی کو صبح ۹ بجے دارالعلوم سرحد میں مولانا حبیب گل صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔

ہم نے اپنا موقف پیش کیا جس کے جواب میں مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری کے ساتھ خانپور ریلوے سٹیشن پر ہونے والی زیادتی کا ذکر کیا گیا اور ہمارے رفقاء میں سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب آف حیدر آباد اور خان غلام سرور خان صاحب آف بہاولپور کے بیانات کا حوالہ دیا گیا جن سے مصالحتی فیصلہ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ ہم نے کمیٹی میں کھلے دل کے ساتھ اسے تسلیم کیا اور کہا کہ مولانا محمد لقمان علی پوری پر ہونے والے مبینہ تشدد پر ہم افسوس کا اظہار کرتے ہیں، اس پر معذرت کرتے ہیں اور کمیٹی اس افسوسناک سلوک کی تلافی کے لیے جو طریق کار طے کرے اس پر عمل کرانے کا ذمہ اٹھاتے ہیں حتیٰ کہ دوسری جانب سے جوابی کارروائی کے ذکر پر میں نے کمیٹی کے اجلاس میں عرض کیا کہ مولانا علی پوری آپ کے صوبائی ناظم اعلیٰ ہیں اور میں بھی اپنی جماعت کا صوبائی ناظم اعلیٰ ہوں۔ اگر آپ اسی سلوک کے اعادہ سے ہی مطمئن ہوتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ آپ جواب میں میرے ساتھ جو سلوک کریں گے خندہ پیشانی سے قبول کروں گا۔

اسی طرح مولانا عبدالحق صاحب اور خان غلام سرور خان صاحب کے بیانات کو بھی ہم نے کھلے دل سے خلاف ورزی تسلیم کیا اور یقین دلایا کہ اس سلسلہ میں آپ جو فیصلہ کریں ہم اس پر عمل کرائیں گے لیکن عملی خلاف ورزی اور چیز ہے اور مصالحتی فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکار اور چیز، مولانا دین پوری کا اختلافی نوٹ اور مولانا امروٹی کے بیانات خلاف ورزی نہیں فیصلوں اور کمیٹی کے وجود کو چیلنج ہیں، اس لیے ان کے بارے میں تو فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد ہم نے اپنا مؤقف تحریری صورت میں دیا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹ جون کے اجلاس کے بعد دونوں طرف سے فیصلہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو بیانات دیئے گئے ہیں یا عملی خلاف ورزی کی ہے ان پر افسوس کا اظہار کیا جائے یا متعلقہ حضرات سے معذرت طلب کی جائے ہمیں دونوں صورتیں منظور ہیں، لیکن مندرجہ ذیل دو امور سے چونکہ مصالحتی کمیٹی کا وجود، استحقاق اور فیصلہ کی حیثیت مجروح ہوئی ہے، اس لیے ان کے بارے میں حتمی اور دوٹوک فیصلہ ضروری ہے۔

۱۔ اخبارات میں حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی کے جس اختلافی نوٹ کا ذکر آرہا ہے، اگر وہ درست ہے، تو اس سے نہ صرف مصالحتی کمیٹی کا فیصلہ مجروح ہوا ہے بلکہ اسے کمیٹی میں پیش نہ کرنے سے ارکان کمیٹی زد پڑی ہے؛

اس لیے ضروری ہے کہ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی خود اس کی تردید فرمائیں یا اس سے رجوع

کا اعلان کریں۔ یہ بات بالکل خلاف اصول ہے کہ ایک گروپ کے سربراہ کا اختلافی نوٹ بھی اپنی حالت میں موجود رہے اور مصالحت کا عمل بھی چلتا رہے۔

۲۔ حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ العالیٰ نے اپنے مسلسل بیانات میں مصالحتی کمیٹی کے فیصلوں، کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت اور مصالحتی عمل کو چیلنج کیا ہے اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ٹیلی فون پر بات چیت کے بعد بھی وہ اپنے اس مؤقف پر قائم ہیں، اس لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان کی رکنیت کو معطل کر دیا جائے تاکہ متفقہ فیصلوں کی خلاف ورزی کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہو۔

(دستخط)

زاہد الراشدی

غلام ربانی، حامد علی رحمانی

محمد زکریا۔ منظور احمد

ہمارے مؤقف کے جواب میں دوسرے فریق کی طرف سے یہ تحریر دی گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ مصالحتی عمل کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ اس مرحلہ پر جبکہ تمام امور متفقہ طور پر طے کر لیے گئے ہیں حتیٰ کہ یکم اگست سے ۸ اگست تک مجلس عمومی کے اجلاس کے انعقاد کی تاریخیں بھی چاروں صوبوں میں طے کر لی گئی ہیں ۱۰ اور ۱۱ جھنڈے کا بھی تعین ہو گیا ہے، فریقین فراخدلی اور وسعت ظرفی سے کام لیتے ہوئے دونوں طرف سے ہونے والی خلاف ورزیوں کو نظرانداز کر دیں اور جمعیۃ علماء اسلام کے ان لاکھوں کارکنوں کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے جو مصالحت اور جماعتی اتحاد کے لیے ہر لمحہ بے چین اور مضطرب ہیں، کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جس میں اتحاد کی بجائے افتراق کی راہ ہموار ہو۔

۲ (۱) طرفین کی طرف سے خلاف ورزیوں پر اظہار افسوس کرنے میں کسی قسم کا دریغ نہیں کیا جانا چاہیے، بلکہ مصالحتی عمل کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر امر مفید اور ممد ہوگا۔

۳ (۲) جہاں تک حضرت مولانا سراج احمد دین پوری صاحب مدظلہ العالیٰ اختلافی نوٹ کا تبصرہ فریق ثانی نے کیا ہے، تو اس سلسلے میں ہماری گذارش ہے کہ اول تو طے شدہ اور دستخط شدہ فارمولے پر کسی قسم کا اختلافی نوٹ نہیں ہے۔ اور اگر یہ اختلافی نوٹ [illegible] تو ۴ جون کو جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی مجلس عاملہ [illegible] امراء اور نظماء کے مشترکہ اجلاس کے تحریری فیصلے کے بعد اور ۵ جون کو حضرت مولانا میاں سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ العالیٰ کی اس تحریر کے بعد جس میں انہوں نے مصالحتی عمل کو سراہا اور مصالحتی کمیٹی کے فیصلوں کی تائید کی اور جو ۹ جون کے مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں پیش کی گئی اور دونوں تحریریں کمیٹی کے ریکارڈ پر موجود ہیں اختلافی نوٹ کو بنیاد بنانے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔

۴ (۳) حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی صاحب مدظلہ العالیٰ کے بیانات کے حوالے سے جمعیۃ علماء اسلام سے مولانا مدظلہ العالیٰ کی رکنیت کو معطل کرنے کا مطالبہ ہمارے نزدیک ناقابل فہم اور مصالحت سے گریز کا راستہ ہے جبکہ فریق ثانی کے ذمہ دار حضرات، حضرت مولانا عبدالحق صاحب صوبائی امیر فریق ثانی صوبہ سندھ، رکن مصالحتی کمیٹی اور خان غلام سرور صاحب امیر بہاولپور فریق ثانی وغیرہ کے بیانات سے بھی کمیٹی کے فیصلوں کی خلاف ورزیاں ہوئیں اور مصالحتی کمیٹی کی حیثیت مجروح ہو گئی۔

۵ (۴) مصالحت سے گریز کے لیے ہم مولانا محمد لقمان صاحب کے سنگین واقعہ کو جس میں مولانا کو روزے کی حالت میں خانپور کے ریلوے سٹیشن پر حرمین شریفین جاتے ہوئے زدوکوب کیا گیا، بنیاد بنا کر اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کی رکنیت کو جماعت سے معطل کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

(دستخط)

اکرام القادری

محمد خان

امیر حسین گیلانی

صاحبزادہ عبدالباری جان

امیر نواز ایڈووکیٹ

اس پر مولانا حبیب گل نے کمیٹی کے سربراہ کی حیثیت سے یہ فیصلہ تحریر فرمایا۔

بمقام دارالعلوم سرحد

پشاور

مصالحتی کمیٹی کے اجلاس میں ان امور پر غور ہوا جو فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف اخباری بیانات جاری کرنے کے بارے میں پیش کیے اور جن کی وجہ سے فہرستوں کی تیاری کا کام جو کہ ۱۵ رمضان کو سب کمیٹی نے مکمل کرنا تھا اب تک مکمل نہ ہو سکا۔ ۹ جون

کے بعد دونوں جانب کے اصحاب نے جو بیانات مختلف اخبارات میں شائع کرائے ہیں۔ ان سے مصالحت کے کام کو نقصان پہنچا ہے، اس لیے ان خلاف ورزیوں پر اظہار افسوس کیا جاتا ہے۔ میرے متعدد خطوط اور ہدایات کے باوجود ابھی تک فہرستیں مرتب نہیں ہوئی ہیں، جس کی ذمہ داری مولانا زاہد الراشدی پر عائد ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ انہوں نے اس کام میں بہت تاخیر کیا۔ حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی کے بیانات واقعی سخت قابلِ اعتراض ہیں اور مصالحتی کام کو آگے بڑھانے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں! اس لیے ان بیانات پر اظہار افسوس کے ساتھ اظہار رنج وغم بھی کیا جاتا ہے اور فضل الرحمٰن گروپ کے ذمہ دار اصحاب کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان کو اس قسم کے بیانات جاری کرنے سے منع کریں۔ جہاں تک حضرت مولانا سراج احمد دینپوری مدظلہ العالی کے اختلافی نوٹ کا مسئلہ ہے مصالحتی کمیٹی کے پاس ان کے دستخط غیر مشروط موجود ہیں اور انہوں نے ۵ جون کے اپنے خط میں مصالحتی کمیٹی کے جملہ مساعی کو سراہا ہے اور تعاون کا یقین دلایا ہے اور میری ناچیز کوششوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی ہے، اس لیے اختلافی [illegible] کے بارے میں مزید [illegible] کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت مولانا محمد لقمان صاحب کے ساتھ خانپور ریلوے سٹیشن پر حضرت مولانا درخواستی مدظلہ العالی کے صاحبزادگان نے جو متشددانہ کاروائی کی ہے' وہ واقعی سخت قابل اعتراض ہے۔ درخواستی گروپ کے ذمہ دار اصحاب اس کا ازالہ کرائیں اور مولانا لقمان صاحب اور حضرت دین پوری صاحب سے معافی طلب کریں، تاکہ جمعیۃ کے اصحاب آئندہ ایسے قابلِ اعتراض حرکات سے محفوظ ہوں۔ فہرستوں کی تیاری کا کام فوری طور پر شروع کرنا چاہیئے۔ میں سب کمیٹی (مولانا زاہد الراشدی مولانا امیر حسین گیلانی) کے ساتھ مولانا محمد خان شیرانی، جناب اکرام القادری مولوی منظور الحق رحمانی ناظم دفتر، جناب امیر نواز خان ایڈووکیٹ کو تعاون کے لیے مقرر کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد مجھے چاروں صوبوں کی فہرستیں مہیا کریں تاکہ مجلس عمومی نئے ممبران کے نام دعوت نامے جاری کردوں۔ نیز مندرجہ بالا حضرات سامان متعلقہ اور دعوت نامے اور بیلٹ پیپر وغیرہ بھی فوراً تیار کریں تاکہ پروگرام کے مطابق کام مکمل کیا جا سکے۔ نیز میں دونوں گروپوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے عہدیداروں کی فہرستیں معہ مجوز و مؤید حوالہ کریں تاکہ انتخاب کے لیے ان کے نام پیش کیے جاویں۔ پروگرام وہی ہوگا جو کہ ۹ جون کو طے کیا گیا ہے۔ یکم اگست [illegible] مقام کوئٹہ، ۳ اگست بمقام سکھر، ۶ اگست [illegible] مقام لاہور۔ ۸ اگست بمقام پشاور اور ۸ اگست کو پشاور میں نتیجہ کا اعلان ہوگا۔

میں آخر میں یہ وضاحت ضروری سمجھتا [illegible] مصالحتی کمیٹی [illegible] محنت کی ہے، اس لیے اس کام کو کامیاب کرانا دونوں جانب کے ذمہ دار اصحاب اور کارکنان پر لازم ہے۔ فقط

۱۸ ۷/۸۳

احقر

(دستخط) حبیب گل عفرلہٗ

صدر مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام

صدر مصالحتی کمیٹی کا فیصلہ منظور ہے۔

(دستخط)

امیر نواز ایڈووکیٹ

امیر حسین گیلانی

اکرام القادری

صاحبزادہ عبد الباری جان

محمد خان

مولانا حبیب گل کے فیصلے میں چونکہ ہمارے موقف اور اعتراضات و مطالبات کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا تھا، اس لیے ہم نے اس پر مندرجہ ذیل نوٹ تحریر کر کے دستخط کیے:

"ہم نے اپنا تحریری موقف مرکزی مجلس عاملہ کی ہدایات کی روشنی میں پیش کیا تھا، لیکن ہمارا موقف یکسر مسترد کر دیا گیا ہے؛ اس لیے یہ فیصلہ مجلس عاملہ سے دوبارہ رجوع کیے بغیر قبول کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔"

(دستخط)

غلام ربانی

حامد علی رحمانی

منظور احمد

زاہد الراشدی

محمد زکریا

مولانا حبیب گل کا یہ فیصلہ سامنے آنے کے بعد ہم لاہور واپس آ گئے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کو رپورٹ پیش کی۔ اسی دن مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی اور مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہٗ کے مندرجہ ذیل دو بیانات شائع ہوئے جنہوں نے ہمارے اصولی موقف پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

مولانا سید محمد شاہ امروٹی نے ایم آر ڈی کی وکالت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر جنرل ضیاء الحق کا ۱۴ اگست کو پیش کیا جانے والا مجوزہ سیاسی ڈھانچہ قوم کی توقعات پر پورا اترا اور قومی انتخابات کے طریقے کا واضح اعلان کیا گیا تو ایم آر ڈی

سول نافرمانی کی تحریک چلانے کا فیصلہ واپس لے لے گی۔ آج یہاں اخباری نمائندوں سے غیر رسمی باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں خواہ مخواہ تحریک چلانے کا شوق نہیں ہے اگر صدر ضیاء الحق نے لامحدود مدت تک مارشل لاء کو قوم پر مسلط رکھنے کی کوشش کی تو سول نافرمانی کی تحریک کو کوئی نہیں روک سکتا۔"

(جنگ لاہور ۱۹۔ جولائی)

مولانا امروٹی تو ایم آر ڈی کی ترجمانی تک محدود رہے لیکن حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی نے جماعتی مصالحت کے امکانات کو ہی سرے سے مسترد کر دیا۔

"کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا سراج احمد دین پوری نے کہا ہے کہ ایم آر ڈی ۱۴ اگست کو تحریک چلانے کا جو فیصلہ کر چکی ہے اس پر ہر صورت میں عملدرآمد ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہماری اس [illegible] چلے گی اور کامیابی کے ساتھ چلے گی۔ مولانا سراج احمد نے اپنے دوسرے گروپ کے ساتھ صلح کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا کہ صلح کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ اگر تھوڑی سی کوئی رمق موجود تھی تو وہ بالکل ختم ہو چکی ہے اور جو لوگ صلح کے لیے کوشاں ہیں اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی گئے تو پھر مستقبل کے لیے مجھے کسی اور پارٹی کا انتخاب کرنا پڑے گا اور موجودہ سیاسی پارٹی سے میرا کوئی تعلق نہ ہوگا۔"

(جنگ ۱۹ جولائی)

چنانچہ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے مولانا حبیب گل کے فیصلہ اور مولانا دین پوری اور مولانا امروٹی کے بیانات کی روشنی میں ایک گرامی نامہ مولانا حبیب گل کو ارسال فرمایا جو پنجاب جمعیۃ کے ناظم دفتر احمد حسین زید نے دارالعلوم سرحد پشاور میں مولانا حبیب گل کو پہنچایا۔ قائد جمعیۃ کے گرامی نامہ کا متن درج ذیل ہے۔

محترمی حضرت مولانا حبیب گل صاحب
زیدت مکارمکم

سلام مسنون

گذارش ہے کہ مصالحتی کمیٹی کے پشاور کے اجلاس کی کارروائی اور آپ کے فیصلے سے آگاہی ہوئی۔ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ نہ تو آپ ہمارے ساتھیوں کے پیش کردہ اصولی موقف پر سنجیدگی سے غور فرما سکے ہیں اور نہ ہی آپ نے دوسرے فریق کی دورخی پالیسی کے تجزیہ و تحلیل کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔

ہم [illegible] فیصلوں پر عملدرآمد اور مصالحتی پروگرام کی تکمیل کے لیے ہر وقت تیار رہیں لیکن کمیٹی کے مکمل فیصلوں پر عمل ہونا ضروری ہے۔ بعض فیصلوں پر عمل اور بعض کی خلاف ورزیوں کی صورتحال ہمیں منظور نہیں۔

بالخصوص حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہ العالی کے اختلافی نوٹ اور حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ العالی کی طرف سے کمیٹی کے فیصلوں کو چیلنج کو آپ نے اپنے فیصلہ میں جس طرح گول کیا ہے اس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ دونوں بزرگوں کے الگ الگ بیان شائع ہوئے ہیں، ان کی کاپی منسلک ہے۔ ملاحظہ فرما کر خود غور فرمالیں کہ اس ضد اور ہٹ دھرمی کے بعد بھی "اظہار رنج و غم" کی لیپا پوتی کی کوئی گنجائش ہے؟

ہمارا موقف آپ کے پاس موجود ہے اور ہم اس پر قائم ہیں اس کے اصولی اور صحیح ہونے پر ہمیں اصرار ہے، اس لیے اگر آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے تیار ہیں تو مطلع فرمائیں تاکہ مصالحتی عمل کو جاری رکھنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور اگر آپ ان حقائق کے باوجود اپنے فیصلہ پر قائم ہیں تو ہماری طرف سے معذرت قبول فرمائیں۔

نوٹ: اس کے ساتھ ہی میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے ہمارے مطالبات کی منظوری اور ہماری شرکت کے بغیر مجلس عمومی کے نام سے کوئی اجلاس کیا یا مصالحتی کمیٹی کے کام کو آگے بڑھایا تو یہ سراسر جانبدارانہ اور یک طرفہ عمل ہوگا اور ہم اس عمل اور اس کے نتائج کے کسی طور پر بھی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ والسلام

(دستخط) عبید اللہ انور
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام
۱۹ جولائی ۸۳ء

قائد جمعیۃ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے گرامی نامہ کے جواب میں مولانا حبیب گل صاحب نے مولانا انور مدظلہ اور مولانا سید حامد میاں مدظلہ کے نام ارسال فرمایا

بگرامی خدمت

۱۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام

(درخواستی گروپ)

۲۔ حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ العالی
نائب امیر اول جمعیۃ علماء اسلام
(فضل الرحمن گروپ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مصالحتی کمیٹی کے ۱۸ جولائی کے فیصلہ کا اعلان میں نے ۱۹ جولائی کے پریس کانفرنس میں کیا تھا حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے والا نامہ کے بعد میں نے پریس کو ایک بیان جاری کیا تھا کہ جو پروگرام یکم اگست سے ۸ اگست تک انتخاب عہدیداران اور جماعتی پالیسی کے استصواب کے لیے وضع کیا گیا تھا اس کو معطل کیا جاتا ہے جس کا مطلب ملتوی کرنا ہے۔ بیان کی نقول فریقین کو بھیج دی گئی ہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے والا نامہ کی نقل دوسرے فریق کو دیدی گئی ہے۔ امید ہے کہ فریقین نے موجودہ حالت پر غور و خوض کیا ہوگا۔

ازراہ نوازش آپ مجھے اپنے گروپ کے فیصلہ سے مطلع فرمادیں کہ مصالحت کے لیے مزید سعی و کوشش کی جاوے یا ناکامی کا اعلان کردیا جاوے۔

۱۔ کیا آپ آئندہ کوئی اجلاس موجودہ صورت میں طلب کرنا مناسب سمجھتے ہیں؟

۲۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آئندہ اجلاس کے لیے ایک ایسا صدر آ ہر دو فریق منتخب کریں کہ آئندہ کارروائی آن کی صدارت میں جاری ہو؟

۳۔ راقم الحروف اس اجلاس میں آئندہ صدر کو چارج حوالہ کردے گا۔

۴۔ اگر فریقین کو آئندہ اجلاس کے جاری رکھنے کی ضرورت نہ ہو تو مجھے مطلع فرمادیں تاکہ مصالحت کی ناکامی کا اعلان کردوں۔ ۲۳ ۷/۸۳

احقر
(دستخط) حبیب گل غفرلہ
صدر مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام
ازمقام ٹل، ضلع کوہاٹ صوبہ سرحد

حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے مولانا حبیب گل صاحب کے مکتوب گرامی کا حسب ذیل جواب ارسال فرمایا جس کی کاپی بصیغہ رجسٹرڈ ڈاک مولانا حامد میاں کو بھی ارسال کی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت اقدس جناب
مولانا حبیب گل صاحب
صدر مصالحتی کمیٹی جمعیۃ علماء اسلام
پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مزاج گرامی؟

آنجناب کا ۲۳ جولائی کا تحریر فرمودہ گرامی نامہ موصول ہوا جس میں مصالحتی کمیٹی کا اجلاس بلانے اور مصالحتی عمل کو جاری رکھنے کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے لیکن ہمارے اس اصولی موقف کے بارے میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا گیا کہ ایک فریق کے سربراہ اور ناظم اول کی طرف سے مصالحتی فیصلوں کو تسلیم کرنے سے کھلم کھلا انکار کے بعد ان کے بیانات کا نوٹس لیے بغیر مصالحتی عمل کو آخر کس بنیاد پر جاری رکھا جاسکتا ہے؟ تاہم آپ کے استفسار کے جواب میں عرض ہے کہ ہم مصالحتی کو جاری رکھنے اور تمام متفقہ فیصلوں [illegible]ں طور پر پابندی کے حق میں ہیں اور [illegible]پ تمام فیصلوں کی مکمل پابندی کرانے [illegible] خلاف ورزیوں کا نوٹس لیے [illegible] صحیح یعنی دیانت کے ساتھ اجلاس [illegible] طلب فرمائیں تو ہم آپ کے طلب فرمودہ اجلاس میں شرکت اور متفقہ فیصلوں پر عملدرآمد کے لیے تیار ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۶ اگست منگل کو لاہور میں حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہو رہا ہے۔ اگر آنجناب اس سے قبل اپنے موقف اور پروگرام سے آگاہ فرماسکیں تو نوازش ہوگی تاکہ ہم مرکزی مجلس شوریٰ میں حتمی فیصلہ سے قبل اسے سامنے رکھ سکیں۔

نوٹ: چونکہ مصا[illegible] کے ریکارڈ کے [illegible] اہم حصے اور خط و کتابت ایک فریق کی [illegible] سے اخبارات کو جاری کیے [illegible] چکے ہیں؛ اس لیے ہم بھی خود کو ریکارڈ کی رازداری کی اخلاقی پابندی سے مستثنیٰ کررہے ہیں اور اسی ضمن میں آپ کو ارسال کیے جانے والے اس عریضہ کی نقول بھی اخبارات کو جارہی ہیں۔

والسلام
(دستخط) احقر عبید اللہ انور
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
بتاریخ ۳ اگست ۱۹۸۳ء

مصالحتی کمیٹی کی کارکردگی کی مختصر رپورٹ، مصالحتی فیصلوں، اُن پر عملدرآمد اور خلاف ورزیوں سے متعلق خط و کتابت کے اہم حصے اور ضروری تفصیلات آپ کی خدمت میں پیش کردی گئی ہیں۔ اب آپ یہ فیصلہ خود کریں کہ مصالحتی عمل میں کس فریق کا کردار کیا رہا ہے۔ ہمارا موقف تو شروع سے آخر تک یہی رہا ہے اور اب بھی یہی ہے کہ

- مصالحتی فیصلوں پر مکمل طور پر عملدرآمد ضروری ہے۔
- دوسرے فریق کی تضاد بیانی اور دورخی پالیسی کا تجزیہ ضروری ہے اور اس کے تمام راہنماؤں کو مصالحت کے بارے میں یکساں پالیسی کا پابند

باقی صفحہ آخر پر

زاہد بلند شہری

مودودی عقائد اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

گذشتہ دنوں معاصر ہفت روزہ بنیان نے قائد جمعیۃ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کا ایک تفصیلی انٹرویو شائع کیا گیا جس میں ملکی اور قومی حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے یہ انٹرویو ہفت روزہ ترجمان اسلام کی گذشتہ اشاعت میں قارئین کی نظر سے گذر چکا ہے انٹرویو کے بعض مندرجات بالخصوص مودودی جماعت کے عقائد و افکار اور مودودی صاحب کی شخصیت کے بارے میں قائد جمعیۃ کے بعض ریمارکس کی طرف متعدد احباب نے توجہ دلائی ہے اور دوبارہ دیکھنے پر یہ محسوس ہوا ہے کہ اگرچہ قائد جمعیۃ نے مودودی صاحب کے ساتھ بنیادی اختلافات اور اسلام کی تعبیر کے فرق کا وضاحت سے ذکر فرمایا ہے لیکن انٹرویو نگار نے سوال و جواب کو جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے مجموعی طور پر ایک حد تک وہ تاثر ملتا ہے جو ہمارے متعدد بزرگوں اور دوستوں کو کھٹکا ہے چنانچہ اس خیال سے راقم الحروف نے گذشتہ جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد قائد جمعیۃ مدظلہ سے ملاقات کی اور اس مسئلہ پر احباب کے تاثر سے آگاہ کیا۔ جس کے جواب میں انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

+ میں نے اس سوال کے جواب میں، کہ مودودی صاحب کو مفسر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ کہا تھا کہ میں مودودی صاحب کو صرف ایک سکالر مانتا ہوں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ ان کے افکار و نظریات سے شدید اختلافات کے باوجود ان کے سکالر ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

+ ۷۰ء کے انتخابات کے حوالہ سے میں نے اس عمومی تاثر کو دہرایا ہے جو انتخابات کے بعد پورے ملک میں ابھرا کہ اسلام کا نام لینے والی جماعتیں ٦٣ فی صد ووٹ حاصل کرنے کے باوجود باہمی انتشار کی وجہ سے شکست کھا گئیں جبکہ ان کے باہمی اختلاف و افتراق کی وجہ سے پیپلز پارٹی ان سے کہیں کم ووٹ لینے کے باوجود اکثریتی جماعت کی حیثیت سے کامیاب ہوئی اس ضمن میں یہ بھی میں نے ذکر کیا کہ اسلام کا نام لینے والی جماعتوں کے باہمی اختلاف و افتراق اور ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کا ایک بڑا سبب جماعتِ اسلامی کا رویہ بھی تھا۔

+ مودودی صاحب کی کتاب "الجہاد فی الاسلام" کے بارے میں یہ بات میں نے کہی ہے کہ وہ اپنے موضوع پر اچھے انداز سے لکھی گئی ہے امر واقع یہ ہے کہ غالباً ان کی یہی ایک کتاب ہے جس پر علماء کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ جبکہ دوسری کتابوں بالخصوص "خلافت و ملوکیت" پر علماء اہل سنت نے شدید اعتراضات کیے ہیں۔

+ جہاں تک مودودی صاحب کے افکار و نظریات کا تعلق ہے میرا ان کے بارے میں وہی نظریہ ہے جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور دیگر اکابر کا ہے میں ان بزرگوں کے موقف کو بالکل حق اور صحیح سمجھتا ہوں اور اس کے بارے میں کسی لچک کی گنجائش محسوس نہیں کرتا۔

+ باقی رہی بات اتحاد کی تو شدید اختلاف کے باوجود قومی دینی ضروریات کے تحت متعدد مواقع پر دوسری جماعتوں کے ساتھ ساتھ جماعتِ اسلامی کو بھی دینی و سیاسی اتحادوں میں شریک کیا گیا ہے۔ تحریک ختم نبوت، جمہوری مجلس عمل، متحدہ جمہوری محاذ، پاکستان قومی اتحاد اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اہم مواقع پر جماعتِ اسلامی بھی دیگر دینی و سیاسی جماعتوں کی طرح ہمارے ساتھ شریک کار رہی ہے ان سیاسی و دینی اتحادوں میں جماعتِ اسلامی کا رویہ اور کردار بجائے خود کتنا ہی قابل اعتراض رہا ہو لیکن بنیادی طور پر دینی و سیاسی تحریکات میں اس جماعت کی شرکت کی ضرورت ہمیشہ محسوس کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی جبکہ افغانستان میں روسی مداخلت کے بعد اس خطہ میں لادینی قوتیں جس حوصلہ اور سرگرمی کے ساتھ خود کو منظم و متحرک کر رہی ہیں ان کے پیش نظر اس ضرورت سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا کہ دین کا نام لینے والی تمام قوتیں اپنے اختلافات کے باوجود مشترکہ قومی و دینی مقاصد کے لیے باہمی محاذ آرائی ترک کر دیں اور ماضی کی طرح اب بھی لادین عناصر کی سرگرمیوں کا متحد ہو کر مقابلہ کریں۔